Www.kashmirulyoum.com.pk

کشمیری عوام کی امنگوں کا ترجمان

راولپنڈی

ماہنامہ کشمیرالیوم

(رجسٹرڈ)

جلد نمبر 20، شمارہ نمبر 3، اکتوبر 2022ء ربیع الاوّل/ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ

مدیرِ اعلیٰ : شیخ محمد امین

مدیر : فاروق احمد

نمائندگان

شمالی پنجاب : ارشد ایوب

آزاد جموں وکشمیر : غازی محمد اعظم

سرینگر : سید مزمل حسین سہروردی

جموں : وجے کمار رینا

لداخ : جعفر حسین علوی

لندن : انوار الحق

نیویارک : فائزہ نذیر

ڈیزائننگ : شیخ ابو حماد

کمپوزنگ / منیجر فائنانس / سرکولیشن : شبیر یوسف

معاون سرکولیشن : طارق احمد

انچارج شعبہ اشتہارات : راجہ محمد شفیق

ویب انچارج : ڈاکٹر بلال احمد

مجلس مشاورت

متین فکری

عرفان صدیقی

حامد میر

سرور منیر راؤ

رُباب عائشہ

عاصم قدیر رانا

اس شمارے میں

اداریہ	بات اتنی ہی ہوتی تو اور بات تھی!	چیف ایڈیٹر کے قلم سے	3
گرداب	رابن رافیل اسلام آباد میں	سید عارف بہار	4
اظہار خیال	کشمیر پر بھارتی جبری قبضہ۔۔۔	غلام اللہ کیانی	6
آئینہ	سید علی گیلانیؒ کا جوابی خط	قاسم بن حسن	9
فکر و نظر	جاگیرداری نظام بمقابلہ شواریئت	ڈاکٹر ساجد خاکوانی	10
نقش وخیال	پاکستان کے حالات میں کشمیر کو بھولتے جا رہے ہیں؟	شیخ عقیل الرحمٰن ایڈووکیٹ	12
گوشہ اسلام	مسیح الدجال!!!	ڈاکٹر عبدالرؤف	14
فکر و دانش	قوموں کیلئے موت ہے مرکز سے جدائی	شہزاد منیر احمد	15
فلسطین	کعبہ اول بیت المقدس کی پکار	عروج آزاد	18
کہانی	بے وجہ موت	دانش رفیق گجر	20
تبصرہ کتب	مسئلہ کشمیر اور ہمارے ادیب	ڈاکٹر طاہر مسعود	21
عالمی پریس	اسرائیلی دوروں پر ریاستی ابہام	منصور جعفر	23
نظم	محبت خامشی بھی، چیخ بھی، نغمہ بھی، نعرہ بھی	حفیظ میرٹھیؒ	26
جہاں نما	بھارت میں ہر گھنٹے ایک کسان خودکشی کر رہا ہے	مانیٹرنگ ڈیسک	27
کشمیر کے شب و روز	مقبوضہ کشمیر میں خونین معرکے	ہمایوں قیصر	30

پبلشر : خواجہ محمد شہباز

مقامِ اشاعت : D-1005، سیٹلائیٹ ٹاؤن، راولپنڈی

مطبع : والضحیٰ پرنٹرز، قیصر پلازہ، صدر، راولپنڈی

قیمت 40 روپے، سالانہ زرتعاون 400 روپے

Regd. No. 885

Mails. B/NPR-234

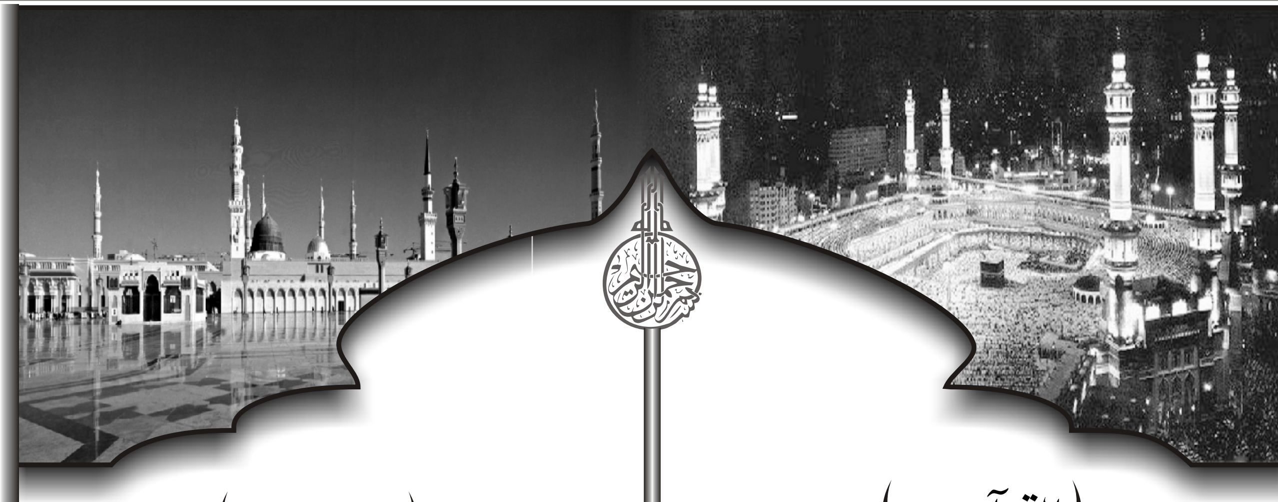

القرآن

بندگی کے لائق اللہ کے سوا کوئی نہیں!!

اِن دونوں فریقوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک آدمی تو ہو اندھا بہرا اور دوسرا ہو دیکھنے اور سننے والا، کیا یہ دونوں یکساں ہو سکتے ہیں کیا تم (اس مثال سے) کوئی سبق نہیں لیتے ؟ (اور ایسے ہی حالات تھے جب) ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تھا۔(اس نے کہا)'' میں تم لوگوں کو صاف صاف خبردار کرتا ہوں کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ تم پر ایک روز دردناک عذاب آئے گا''۔ جواب میں اس کی قوم کے سردار جنہوں نے اس کی بات ماننے سے انکار کیا تھا، بولے''ہماری نظر میں تو تم اس کے سوا کچھ نہیں ہو کہ بس ایک انسان ہو ہم جیسے۔اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہماری قوم میں سے بس ان لوگوں نے جو ہمارے ہاں اراذل تھے بے سوچے سمجھے تمہاری پیروی اختیار کر لی ہے۔اور ہم کوئی چیز بھی ایسی نہیں پاتے جس میں تم لوگ ہم سے کچھ بڑھے ہوئے ہو، بلکہ ہم تو تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں ''۔اس نے کہا''اے برادرانِ قوم! ذرا سوچو تو سہی کہ اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک کھلی شہادت پر قائم تھا اور پھر اس نے مجھ کو اپنی خاص رحمت سے بھی نواز دیا مگر وہ تم کو نظر نہ آئی تو آخر ہمارے پاس کیا ذریعہ ہے کہ تم ماننا نہ چاہو اور ہم زبردستی اس کو تمہارے سَر چپیک دیں؟ اور اے برادرانِ قوم، میں اس کام پر تم سے کوئی مال نہیں مانگتا، میرا اجر تو اللہ کے ذمّہ ہے۔اور میں ان لوگوں کو دھکے دینے سے بھی رہا جنہوں نے میری بات مانی ہے، وہ آپ ہی اپنے رب کے حضور جانے والے ہیں۔

سورہ ہود آیت نمبر 24 تا 29 تفہیم القرآن سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

الحدیث

ایمان وتقویٰ ہی نجات کا ذریعہ!!!

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر (عام) عذاب نازل کرتا ہے تو یہ عذاب اس میں موجود تمام لوگوں کو پہنچتا ہے، پھر وہ لوگ قیامت والے دن اپنے اعمال کے مطابق زندہ کئے جائیں گے۔'' (بخاری)

فائدہ: یہ عذاب عام اس وقت آتا ہے جب کسی قوم میں نافرمانیاں عام ہو جائیں اور نیک لوگ بالکل تھوڑے رہ جائیں، پھر اس عذاب کی لپیٹ میں نیک اور بد دونوں آجاتے ہیں، تاہم قیامت والے دن لوگ تو اپنے ایمان وتقویٰ کی بدولت عذاب آخرت سے بچ جائیں گے۔جب کہ دوسروں کے لیے وہاں، مزید عذاب اکبر تیار ہے۔

عزم ویقین دعا کے لیے ضروری ہے!!

حضرت انسؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرے تو اسے چاہیے کہ عزم ویقین کے ساتھ سوال کرے اور یوں ہرگز نہ کہے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے دے، اس لئے کہ اسے کوئی مجبور کرنے والا نہیں ہے۔''

بخاری

فائدہ: انسان قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے، اس لیے اسے اللہ کے ساتھ معاملہ نہیں کرنا چاہیے جس سے اس امر کا اظہار ہو کہ وہ تو بے نیاز ہے، اللہ تعالیٰ اس کا سوال پورا کرے نہ کرے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔علاوہ ازیں اس میں مطلوبہ چیز سے بھی بے نیازی ہے، اور یہ دونوں باتیں اللہ کی شان سے فروتر اور بندے کی اپنی عاجزانہ حالت سے برتر ہیں۔البتہ اس طرح کہنے میں چنداں حرج نہیں کہ یا اللہ اگر تیرے علم میں یہ میرے لیے بہتر ہے تو عطا کر دے۔

27اکتوبر یوم سیاہ۔۔۔بات اتنی ہی ہوتی تو اور بات تھی

27اکتوبر مقبوضہ ریاست میں یوم سیاہ کے طور پر منایا جاتا ہے۔اس روز یعنی 27اکتوبر1947 کوسری نگر ائرپورٹ پر بھارتی فوجی طیاروں کی مدد سے ہزاروں فوجی کشمیر میں داخل ہوگئے اوراس طرح کشمیری عوام کے خلاف باقاعدہ جنگ کا اعلان کیا گیا،جو ابھی بھی جاری ہے۔اس جبری قبضے اور جارحیت کے 75سال مکمل ہوگئے ہیں۔ان برسوں میں اقوام متحدہ کی کشمیریوں کے حق میں بھارتی حکمرانوں کی تسلیم شدہ قرادادوں جن میں کشمیری عوام کے حق خودارادیت کوتسلیم کیا گیا ہے کے باوجود بھارتی قبضہ مستحکم سے مستحکم تر کرنے کی ہر ممکنہ کوششیں جاری ہیں۔5اگست2019 سے مقبوضہ جموں کشمیر کےعوام کے وہ حقوق بھی چھینے گئے جوخود بھارتی آئین نے ان کو دیئے تھے۔دفعہ370اور35اے کے خاتمے کی آڑ میں،اس ریاست کےعوام کی مسلم شناخت اور کشمیری شناخت پر براہ راست حملے کئے گئے اور یہ سلسلہ جاری ہے۔حال ہی میں بھارت کی چند مقتدر شخصیات پر مشتمل ایک گروپ نے جن میں پانچ سابق سینئر جج،چار اعلیٰ افسران،جن میں سابق سیکرٹری خارجہ نروپما راؤ اور چار اعلیٰ فوجی افسران،جن میں بھارتی فضائیہ کے سابق نائب سربراہ ایروائس مارشل کپل کاک اورفوج کی شمالی کمان کے سابق سربراہ جنرل ایچ ایس پنانگ بھی شامل ہیں نے اپنی ایک رپورٹ میں واضح کیا ہے کہ کشمیری عوام کی اکثریتی آبادی کوایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت سیاسی طور پر بے وزن کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔رپورٹ ترتیب دینے والوں نے بھارتی حکومت کی طرف سے حد بندی کمیشن رپورٹ کواس کے ایک واضح ثبوت کے طور پر پیش کیا ہے جس کے مطابق کمیشن نے ایک شخص ایک ووٹ کے اصول کی صریح نفی کی ہے۔رپورٹ کے مطابق مسلم اکثریتی وادی کشمیر کی آبادی68.88لاکھ اور ہندو اکثریتی جموں کی53.78لاکھ ہے۔اس کی رو سے کشمیر کو51اور جموں کو39 سیٹیں ملنی چاہیئے تھیں۔مگر اس کمیشن نے کشمیر کواسمبلی میں47اور جموں کو43 سیٹیں دی ہیں۔یعنی 56.15فیصد آبادی کواسمبلی میں52.2فیصد سیٹیں اور43.84فیصد آبادی کو47.77 فیصد سیٹیں تفویض کی گئی ہیں،جو پارلیمانی جمہوریت کے اصول کی صریح نفی ہے۔چونکہ اس کمیشن نے الگ سے کشمیری پنڈتوں اور پاکستانی علاقوں سے1947میں آئے ہندو ریفوجیوں کے لئے بھی سیٹیں محفوظ رکھنے کی سفارش کی ہے اوران کی تعداد حکومت کی صوابدید پر چھوڑی ہے،رپورٹ میں بتایا گیا ہے اسکے اطلاق سے کشمیری مسلمان ایک طرح سے سیاسی اقلیت میں تبدیل ہوجائینگے۔ان مقتدر شخصیات کے مطابق یہ قدم کشمیری مسلمانوں کو سیاسی طور پر بے وزن اور بے وقعت بنائے گا۔معاملات صرف اسی حدتک محدود نہیں بلکہ ہرجگہ اور ہر مقام پر کشمیری مسلمانوں کواحساس کمتری کا شکار کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔اگر مقامی بیوروکریسی کا آپ جائزہ لیں تو صاف نظر آرہا ہے کہ وہاں بھی مسلم افسران کے بجائے غیر مسلم اور بھارت سے لائے گئے ہندو فرقہ پرست افسراں کوتعینات کیا جارہا ہے۔معروف صحافی افتخار گیلانی نے حال ہی میں اپنے ایک کالم میں تازہ ترین اعداد شمار لکھ کر ہندو فرقہ پرستی کے جنونی کردار کو بے نقاب کیا ہے۔ان اعداد وشمار کے مطابق فی الوقت 24سیکرٹریوں میں صرف پانچ مسلمان ہیں۔اس کے علاوہ58اعلیٰ سول سروس افسران میں صرف 12 مسلمان ہیں۔یعنی 68فیصد آبادی کا تناسب اعلیٰ افسران میں محض 17.4فیصد ہے۔دوسرے درجہ کے افسران میں کل523میں220ہی مسلمان ہیں۔یعنی تناسب42.06فیصد ہے۔اسی طرح66اعلیٰ پولیس افسران میں بس سات مسلمان ہیں۔دوسرے درجہ کے248پولیس افسران میں108ہی مسلمان ہیں۔اس خطے کے20اضلاع میں صرف چھ ڈپٹی کمشنر یا ضلعی مجسٹریٹ مسلمان ہیں۔معاملہ صرف اسی حدتک محدود نہیں بلکہ مسلم اکثریتی کشمیر کو ہندو اکثریتی علاقہ بنانے کیلئے25لاکھ غیر کشمیری ہندوں کواب تک ڈومیسائل سرٹیفکیٹس جاری کئے گئے ہیں،یہ تمام اقدامات اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی قراردادوں اور بین الاقوامی قانون کے علاوہ چوتھے جنیوا کنونشن کی صریحاً خلاف ورزی ہیں۔ایک طرف یہ صورتحال تو دوسری طرف اچانک پچھلے مہینے آزاد کشمیر میں

15ھویں ترمیم کا شوشہ چھوڑا گیا جس کے مطابق آزاد کشمیر کو پاکستان کا صوبہ یا اس میں ضم کرنے کا عندیہ ملتا تھا۔یہ تاثر پختہ ہوتا گیا کہ پاکستان نے کنٹرول لائن کو مستقل سرحد تسلیم کرنے اور ریاست جموں وکشمیر کی تقسیم کے فارمولے پر اتفاق کیا ہے۔اس پر پورے آزاد کشمیر میں سخت احتجاج ہوا اور متحدہ جہاد کونسل کے سربراہ سید صلاح الدین کو یہ تک کہنا پڑا کہ لائن آف کنٹرول کو مستقل سرحد تسلیم کرکے ریاست جموں وکشمیر کی تقسیم کی تجویز یا فارمولا زیر غور لانا تاریخ انسانی کی بڑی غداری ہوگی۔ایسی کسی بھی غداری کا انجام عبرتناک ہوگا۔کئی دنوں تک احتجاج اور کشمیری رہنماوں کے سخت بیانات کے بعد حکام کی طرف سے کہا گیا کہ پاکستان کسی بھی صورت کنٹرول لائن کو مستقل سرحد قبول نہیں کرے گا۔

تحریک آزادی کشمیر کے حوالے سے سازشیں ہورہی ہیں اور سازشی کردار مختلف روپ اختیار کرکے ہر محاز پر سرگرم ہیں۔لیکن کشمیری حریت پسند بھی خاموش تماشائی نہیں ہیں۔وہ اللہ کی مدد سے برسرپیکار ہیں۔ان کی مقدس جدوجہد ان شاءاللہ ہر سازش کو ناکام بنادے گی تاہم اس حقیقت کا احساس ہر حریت پسند کو ہونا چاہیئے کہ ہمیں ہر قدم پھونک پھونک کر اور بڑی احتیاط سے اٹھانا چاہیئے،برملا یہ پیغام دینا چاہیئے کہ ہم نہ اپنا ماضی بھول سکتے ہیں اور نہ حال کی صورتحال سے مایوس ہوکر مستقبل کے حوالے سے کوئی غلط فیصلہ کرنے کیلئے تیار ہیں۔حصول منزل تک ہماری جدوجہد جاری رہے گی اوران شاءاللہ منزل ضرور ملے گی۔

رابن رافیل اسلام آباد میں

سید عارف بہار

کیا امریکہ نے کشمیر پر لاتعلقی اور معاندت کا طویل دور گزارنے کے بعد ایک بار پھر کشمیر پر اپنی توجہ مرکوز کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور اس کے لئے جنرل مشرف کے چار نکاتی فارمولہ کی دھوم دوبارہ مچنے والی ہے؟ یہ سوال اس وقت سامنے آیا جب امریکہ کی معروف سابق سفارت کار مسز رابن رافیل عین اس وقت اسلام آباد میں موجود تھیں جب ان کے حاضر سروس امریکی جانشین اسسٹنٹ سیکرٹری آف سٹیٹ برائے جنوبی وسطی ایشیا مسٹر ڈونلڈ لو بھارت میں موجود تھے۔ڈونلڈ لو وہی شخصیت ہیں جو ان دنوں ایک سائفر نما ہدایت نامے کی بنیاد پر پاکستان کے سیاسی تنازعے کا مرکزی کردار بن کر رہ گئے ہیں۔جس طرح ان کا نام پاکستان کے جلسوں میں جلوسوں میں زیر بحث رہا ہے پاکستان میں شاید ہی کسی غیر ملکی کا نام اس طرح فضاؤں میں گونجتا رہا ہو۔اس شہرت کا نقصان یہ ہوا کہ ڈونلڈ لو سردست پاکستان آنے سے قاصر ہیں۔ڈونلڈ لو بھارت میں پاکستان کو ایف سولہ طیاروں کے پرزوں کی فراہمی کے حوالے سے میڈیا میں صفائیاں پیش کرتے رہے انہوں نے بھارت کو کواڈ میں چین کے خلاف استعمال کرنے کی کوشش کرتے نظر آئے۔اس کے ساتھ ان کا دورہ شنگھائی کانفرنس سے چند دن کی دوری پر ہوا مگر یوں لگتا ہے کہ مسٹر ڈونلڈ لو کو بھارت کو چین اور روس سے مکمل طور پر دور رکھنے کے مقصد میں زیادہ کامیابی نہیں ملی۔ایسے میں اس ان کی سابق ہم منصب مسز رابن رافیل اسلام آباد میں پائی گئیں۔رابن رافیل نے اسلام آباد میں سابق وزیراعظم عمران خان سے بھی اہم ملاقات کی۔عمران خان سے وہ ذاتی حیثیت میں ملیں یا ان کے پاس امریکہ کے پالیسی سازوں کا کوئی پیغام تھا؟ یہ حقیقت تو وقت کے ساتھ ساتھ کھلے گی مگر یہ بات اب عیاں ہو چکی ہے کہ امریکہ پاکستان کے مقبول ترین سیاست دان کو نظر انداز کرنے یا مسلسل ناراض رکھنے کا متحمل نہیں ہوسکتا۔اس ملاقات کے بعد

رابن رافیل اسلام آباد میں اپنی موجودگی ظاہر کر کے بھارت کی دُم پر پاؤں بھی رکھ رہی تھیں یوکرین کے مسئلے پر بھارت کی آزادی کی پالیسی نے امریکہ کو کسی حد تک مایوس کیا ہے اور اسے یہ خدشہ ہے کہ اسی طرح کسی فیصلہ کن موڑ پر بھارت چین کے خلاف استعمال ہونے سے پہلو تہی کر سکتا ہے۔چین اور روس دونوں بھارت کے اس کردار کا اعتراف کرنے میں بخل سے کام نہیں لے رہے ظاہر ہے اس بات کو امریکہ میں اچھا نہیں سمجھا جا رہا ہوگا۔سیاسی مبصرین کا خیال ہے کہ بھارت سے یہ مایوسی امریکہ کو پاکستان کی طرف دوبارہ رجوع کرنے پر مجبور کر سکتی ہے۔پاکستان اور بھارت کے ساتھ اس طرح کی آنکھ مچولی مدتوں سے جاری ہے

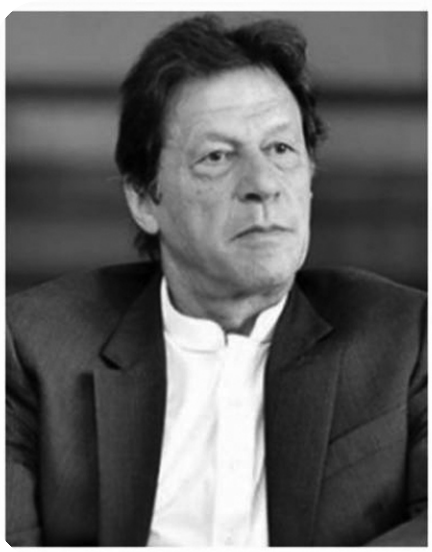

عمران خان نے ایک بار پھر امریکہ مخالف ہونے کے تاثر کی تردید کرتے ہوئے امریکہ سے برابری کی سطح پر تعلقات کی حمایت کی ہے۔رابن رافیل کے دورے کا ایک مقصد تو یہ بھی ہوسکتا ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ رابن رافیل اسلام آباد میں اپنی موجودگی ظاہر کر کے بھارت کی دُم پر پاؤں بھی رکھ رہی تھیں۔یوکرین کے مسئلے پر بھارت کی آزادی کی پالیسی نے امریکہ کو کسی حد تک مایوس کیا ہے اور اسے یہ خدشہ ہے کہ اسی طرح کسی فیصلہ کن موڑ پر بھارت چین کے خلاف استعمال ہونے سے پہلو تہی کر سکتا ہے۔چین اور روس دونوں بھارت کے اس کردار کا اعتراف کرنے میں بخل سے کام نہیں لے رہے ظاہر ہے اس بات کو امریکہ میں اچھا نہیں سمجھا جا رہا ہوگا۔سیاسی مبصرین کا خیال ہے کہ بھارت سے یہ مایوسی امریکہ کو پاکستان کی طرف دوبارہ رجوع کرنے پر مجبور کر سکتی ہے۔پاکستان اور بھارت کے ساتھ اس طرح کی آنکھ مچولی مدتوں سے جاری ہے۔نوے کی دہائی میں جب مسز رابن رافیل صدر کلنٹن کی حکومت میں اسسٹنٹ سیکرٹری آف سٹیٹ برائے جنوبی ایشیا کا منصب سنبھالے ہوئے تھیں امریکہ نے کشمیر پر ایک واضح لائن اختیار

کر کے بھارت کو اپنے ساتھ تعلقات پر مجبور کیا تھا۔صدر کلنٹن اس وقت مسئلہ کشمیر کو بھی فلسطین کے اوسلو معاہدے اور آئر لینڈ طرز پر حل کر کے مشرق وسطیٰ اور یورپ کے بعد جنوبی ایشیا کے اس دیرینہ تنازعے کے حل کی بنیادوں کو کریڈٹ اپنے سر لینا چاہتے تھے مگر بھارت کی سخت گیر پالیسی نے اس کوشش کو ناکام بنا دیا تھا۔رابن رافیل کشمیر پر جنرل پرویز مشرف کے چار نکاتی فارمولے کی حامی رہی ہیں۔اس لئے ان کے دورے کے پس منظر میں یہ امکان موجود ہے کہ امریکہ ایک بار پھر سفارتی راہداریوں میں بھولے بسرے مشرف فارمولے کو تازہ کر سکتا ہے۔رابن رافیل بل کلنٹن کے ہنگامہ خیز دور میں امریکہ کی اسسٹنٹ سیکرٹری آف سٹیٹ برائے جنوبی ایشیا اور وسط ایشیا کے عہدے پر کام کر چکی ہیں اور اس حیثیت میں ان کا پاکستان اور بھارت کی قیادتوں اور کشمیری نمائندوں کے درمیان قریبی تعلق رہا ہے۔انہیں کلنٹن انتظامیہ نے کشمیر کے مسئلہ کو سمجھنے اور سلجھانے کا ہدف بھی دیا تھا۔اس طرح وہ مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے دونوں ملکوں کو قریب لانے کے لئے غیر اعلانیہ سہولت کار کا کردار ادا کرتی رہی ہیں۔رابن رافیل نے 2017 میں امریکہ میں سری نگر کے صحافی پرویز مجید کو دورہ امریکہ کے دوران اہم انٹرویو دیا تھا۔جس سے ان کے خیالات کو بہ آسانی سمجھا جا سکتا ہے۔یہ انٹرویو بھارتی اخبار ریڈف میں تین قسطوں میں شائع ہوا تھا۔رابن رافیل کا انٹرویو ''کشمیر سینٹرک'' تھا مگر اس میں پاکستان اور بھارت کے حوالے سے بھی کئی اہم باتیں کی گئی تھیں۔وہ بھارت میں مودی حکومت کے سخت گیر رویے کے باعث حالات سے مایوس نظر آرہی تھیں۔ان کا کہنا تھا کہ امریکہ اور دنیا کے لئے بھارت کی قابل تعریف بات مختلف مذاہب،قومیتوں کے مابین توازن تھا اور وہاں مسلمانوں کی بڑی تعداد ہے۔اب اس کے برعکس ہو رہا ہے۔یہ نئی پالیسی اچھی نہیں اور اس کا جاری رہنا بھارت کی بدقسمتی ہے۔رابن رافیل کا کہنا تھا کہ مسئلہ کشمیر کے حل کے کئی مواقع ملنے کے باوجود یہ مسئلہ ابھی تک سلگ رہا ہے،رابن رافیل نے لگی لپٹی رکھے بغیر کشمیر کے حالات کی ذمہ داری بھارت پر عائد کی جس نے طاقت کے استعمال کو مسئلے کا حل سمجھ

کر اقدامات اُٹھائے اور ایک چھوٹے سے علاقے میں فوج کی اس قدر بڑی تعداد تعینات کر رکھی ہے۔رابن رافیل کا کہنا تھا کہ جب گزشتہ برسوں میں وادی میں تشدد کم ہوا تھا تو یہ بھارت

رابن رافیل کا کہنا تھا کہ مسئلہ کشمیر کے حل کے کئی مواقع ملنے کے باوجود یہ مسئلہ ابھی تک سلگ رہا ہے،رابن رافیل نے لگی لپٹی رکھے بغیر کشمیر کے حالات کی ذمہ داری بھارت پر عائد کی جس نے طاقت کے استعمال کو مسئلے کا حل سمجھ کر اقدامات اُٹھائے اور ایک چھوٹے سے علاقے میں فوج کی اس قدر بڑی تعداد تعینات کر رکھی ہے

کی طرف سے مسئلے کو حل کرنے کا اچھا موقع تھا۔کشمیر کا مسئلہ صرف پاکستان اور بھارت کے مذاکرات سے حل نہیں ہوسکتا اس کے لئے تین فریقوں پاکستان، بھارت اور کشمیری عوام کو مل کر بات چیت کرنا ہوگی۔ان کے مطابق پرویز مشرف کا دور مسئلے کے حل کا اچھا موقع تھا جب ماحول نظریاتی کشمکش اور کشاکش سے باہر آگیا تھا۔ان کے مطابق اب بھی مسئلہ پرویز مشرف کے چار نکاتی خطوط پر حل کیا جا سکتا ہے۔ان کے خیال میں امریکہ کو دونوں ملکوں کو مجبور کرنا چاہئے کہ وہ مذاکرات کے ایجنڈے میں مسئلہ کشمیر کو سب سے اوپر رکھیں۔دہلی اس وقت قابض قوت کے طور طریقوں سے مسئلہ حل کر رہی ہے۔مسئلہ موجود ہے اور اسی لئے کشمیر کے لوگ سڑکوں پر ہیں۔ان کا کہنا تھا کہ اگر مسئلے کو مستقل طور حل کرنے کی بات ہوگی تو پھر سیاست دانوں کے ساتھ ساتھ عسکریوں سے بھی بات کرنا ہوگی۔جب آپ یہ قید لگاتے ہیں کہ فلاں سے مذاکرات کرنا ہیں فلاں سے نہیں تو اس سے مذاکرات کے خواہش مندوں کے لئے سپیس باقی نہیں رہتی۔رابن رافیل کا یہ بھی کہنا تھا کہ کشمیر کسی ایک ملک کو نہیں مل سکتا نہ مستقبل قریب میں سرحدوں میں ردوبدل کا کوئی امکان ہے لیکن بھارت کو مسئلہ کشمیر کے حل میں کشمیریوں اور پاکستان کو شامل کرنا ہوگا۔پانچ سال پہلے رابن رافیل کے خیالات سے ان کے دورے اور مستقبل کے حالات کو سمجھا جا سکتا ہے۔

☆☆☆

جناب سید عارف بہار آزاد کشمیر کے معروف صحافی دانشور اور مصنف ہیں۔کئی پاکستانی اخبارات اور عالمی شہرت یافتہ جرائد میں لکھتے ہیں۔تحریک آزادی کشمیر کی ترجمانی کا الحمد للہ پورا حق ادا کر رہے ہیں۔کشمیر الیوم کیلئے مستقل بنیادوں پر بلا معاوضہ لکھتے ہیں

کشمیر پر بھارتی جبری قبضے اور جارحیت کے 75 سال

غلام اللہ کیانی

27اکتوبر1947 کو سرینگر ہوائی اڈے پر پہلا بھارتی فوجی دستہ اترا تھا جس کے خلاف کشمیریوں نے جدوجہد کی۔مقبوضہ جموں وکشمیر پر بھارت کے اس جبری قبضہ کے بعداور جارحیت کے 75 سال مکمل ہونے سے قبل مقبوضہ ریاست کے حصے بخرے اور اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق رائے شماری کرانے کے بجائے مقبوضہ ریاست کو ڈی گریڈ کرنے کے عوامل سامنے آرہے ہیں۔ریاست کے ٹکڑے کرنے کے بعد انہیں اپنی غلام کالونیاں بنا دینے پر ہی بس نہیں کی گیا بلکہ لاکھوں بھارتی ہندوشہریوں کو کشمیر کی شہریت دی گئی۔ انہیں ووٹ اور ملازمت کا حق دیا گیا۔گوکہ مقبوضہ جموں وکشمیر اور لداخ کو دہلی نے اپنے مرکزی زیرانتظام علاقوں کا درجہ دے دیا۔اس مناسبت سے 5اگست2019 کو یوم سیاہ کے طور پر یاد رکھا جائے گا کہ اس دن بھارت نے مقبوضہ ریاست پر ازسرنو حملہ کیا،لشکر کشی کی اور فوجی انخلاء کے بجائے مزید فوج داخل کی گئی جس نے کشمیری عوام کے خلاف اعلان جنگ کرتے ہوئے قتل عام شروع کر دیا۔ایک کروڑ سے زیادہ کشمیریوں کو گھروں میں قید کرکے ان کا محاصرہ کیا۔کرفیو اور پابندیاں سخت کیں اور کشمیر کو دنیا کے لئے انفارمیشن بلیک ہول بنا دیا۔آزاد کشمیر کے عوام نے مظاہرے کئے تو ان پر گولہ باری شروع کر دی گئی۔ چین نے لداخ میں بھارتی فوج کے قدم روکنے کی کوشش کی تب بھارت ، لداخ کو ہماچل پردیش اور مقبوضہ سرینگر سے ملانے کے لئے زیرزمین سرنگیں تعمیر کرنے لگا تاکہ جنگی تیاریوں کو بڑھا سکے۔

دنیا میں کہیں اگر غیر مسلم آبادی کے خلاف ایک دن بھی

کرفیو اور پابندیاں لگیں تو شوروغل شروع ہو جاتا ہے۔انسانی حقوق کے ادارے حرکت میں آ جاتے ہیں۔ جارحیت پسند ملک پر معاشی پابندیاں لگادی جاتی ہیں۔مگر کشمیر میں مسلم آبادی کے خلاف مسلسل کرفیو اور سخت پابندیوں کی دہائیاں گزرنے کے باوجود دنیا بھارت پر دباؤ نہ ڈال سکی۔ بھارت کو کشمیریوں کی نسل کشی جاری رکھنے کی چھوٹ دے دی گئی۔ بھارت کی کشمیریوں کے خلاف پہلی جارحیت 27اکتوبر1947 کو سرینگر ہوائی اڈے پر پہلے بھارتی فوجی دستے کے اترنے کے ساتھ شروع ہوئی۔ جموں وکشمیر کے عوام بیرونی جارحیت کے خلاف گزشتہ 75 سال یا100 سال سے نہیں بلکہ 4 صدیوں سے بھی زیادہ عرصہ سے برسرپیکار ہیں۔مغلوں نے1586ء

> آج کشمیری اپنے ہی گھر میں قید ہیں۔قابض بھارتی فورسز جس بے دردی سے کشمیریوں کی نسل کُشی کررہے ہیں۔اس نے گزشتہ قابضین کے ریکارڈ توڑ ڈالے ہیں۔پی ایچ ڈی سکالرز ڈاکٹر ظہیرالدین خان شہید، پروفیسر رفیع الدین بٹ شہید، ڈاکٹر عبدالمنان وانی شہید، ڈاکٹر سبزار احمد صوفی شہید، پروفیسر نذیر بٹ شہید، ڈاکٹر خالد داوود سلفی شہید سمیت لاتعداد اعلیٰ تعلیم یافتہ کشمیریوں کی شہادت بھارت کے فوجی قبضے کے خلاف ،آزادی اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے قربانیاں پیش کرنے کے بھرپور عزم کو ظاہر کررہی ہے

سے1752ء تک 167 سال کشمیر پر حکومت کی۔انہوں نے کشمیر کو''باغِ خاص'' کا خطاب دے کر700 باغات تعمیر کئے۔ کشمیر کو اپنی عیش وعشرت کے لئے تفریح گاہ بنا دیا۔انہوں نے کشمیریوں پر''تقسیم کرو اور حکومت کرو'' کی پالیسی کے تحت حکمرانی کی۔ پھر افغانوں نے1752ء سے1819ء تک جابرانہ قبضہ جمایا۔1819ء سے1846ء تک سکھا شاہی نے کشمیریوں کو روند ڈالا۔ پھر100 سال تک ڈوگروں نے کشمیریوں کا خون نچوڑنے کا سلسلہ جاری رکھا۔ اس کے بعد1947ء سے بھارت نے اپنی درندہ صفت افواج کے سہارے کشمیر کو اپنی کالونی میں بدل ڈالا۔آج کشمیری اپنے ہی گھر میں قید ہیں۔قابض بھارتی فورسز جس بے دردی سے کشمیریوں کی نسل کُشی کررہے ہیں۔اس نے گزشتہ قابضین کے ریکارڈ توڑ ڈالے ہیں۔پی ایچ ڈی سکالرز ڈاکٹر ظہیرالدین خان شہید، پروفیسر رفیع الدین بٹ شہید، ڈاکٹر عبدالمنان وانی شہید، ڈاکٹر سبزار احمد صوفی شہید، پروفیسر نذیر بٹ شہید، ڈاکٹر خالد داوود سلفی شہید سمیت لاتعداد اعلیٰ تعلیم یافتہ کشمیریوں کی شہادت بھارت کے فوجی قبضے کے خلاف ،آزادی اور اعلائے

کلمۃ اللہ کے لئے قربانیاں پیش کرنے کے بھرپور عزم کو ظاہر کر رہی ہے۔

آج فاروق عبداللہ، عمر عبداللہ اور محبوبہ مفتی سمیت بھارت نواز بھی، اپنے اقتدار کے لئے ہی سہی، دہلی کے خلاف اعلان جنگ کر رہے ہیں۔ وہ بھارت کے خلاف گپکار اتحاد قائم کرتے ہوئے نام نہاد الحاق کو چیلنج کرتے ہیں۔ بھارت کے کشمیر پر قبضہ کا سارا دار و مدار مہاراجہ کشمیر کی الحاق ہند کی دستاویز پر ہے جس کے بارے میں بالکل عیاں ہو چکا ہے کہ دو دستاویز یعنی دستاویزِ الحاق اور ماؤنٹ بیٹن کو خط جس پر مہاراجہ نے 26/اکتوبر 1947ء کو دستخط کئے، جعلی تھے۔ مہاراجہ 26/اکتوبر کو سرینگر سے جموں کی طرف 300 کلومیٹر سے زیادہ لمبی سڑک کے ذریعے سفر کر رہے تھے۔ اتنی طویل شاہراہ پر سفر کے دوران دستاویز الحاق پر دستخط کیسے ہوئے جبکہ مہاراجہ کے وزیر اعظم مہر چند مہاجن اور کشمیر معاملات سے

متعلق بھارتی سینئر افسر وی پی مینن دہلی میں تھے۔ دہلی اور عازمِ سفر مہاراجہ کے درمیان کسی بھی قسم کا کوئی رابطہ نہیں تھا۔ مہر چند مہاجن اور وی پی مینن 27/اکتوبر 1947ء کی صبح 10 بجے دہلی سے جموں بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہوئے اور مہاراجہ کو اسی دوپہر اُن دونوں کی زبانی اپنے وزیر اعظم کے بھارت سے مذاکرات کے نتیجہ کا پتہ چلا۔ جب بھارتی فوج نے سرینگر ہوائی اڈے پر قبضہ کیا اس کے بعد مہاراجہ کی مہاجن اور مینن سے ملاقات ہوئی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ متذکرہ بالا دستاویز پر مہاراجہ کشمیر کے دستخط نہیں تھے اور اگر کسی نام نہاد دستاویز پر دستخط کئے بھی گئے تو اُن پر 26/اکتوبر 1947ء کی جعلی تاریخ رقم کی گئی۔ مہاراجہ اور ماؤنٹ بیٹن کے مابین خطوط کو 28/اکتوبر کو بھارت نے شائع کیا لیکن الحاق کی دستاویز کو شائع نہ کیا گیا جبکہ دونوں خطوط حکومتِ ہند نے تیار کئے تھے۔ دستاویزِ الحاق کی کاپی پاکستان کو بھی نہیں دی گئی اور نہ ہی اسے 1948ء کے آغاز تک اقوام متحدہ میں پیش کیا گیا۔ 1948ء میں حکومت ہند نے جو وائٹ پیپر شائع کیا اس میں دستاویز الحاق کو شامل نہیں کیا گیا کہ جس کی بنیاد پر بھارت کشمیر پر قبضہ جائز قرار دینے کا دعویٰ کر سکے۔ آج تک مہاراجہ کے دستخط شدہ دستاویز الحاق کا کوئی بھی اصل پیش نہیں کیا جا سکا۔ اگر اُن تمام دستاویزات کو جو کہ جعلی ہیں کو اصل قرار دیا بھی جائے تو لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی جانب سے دستاویز الحاق کو مشروط طور پر تسلیم کرنا اور عوام کی رائے معلوم کرنے کی بات سے بھی بھارت نے آج تک عمل نہیں کیا۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے خط میں عوام سے ریفرنس کا جو تذکرہ تھا وہ رائے شماری تھا۔ دستاویز الحاق کے جعلی ہونے پر یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ بھارت نے ایک خودمختار ریاست پر جبری فوجی قبضہ کیا تھا کیونکہ اس ریاست کے راجہ نے کسی بھی ایسی دستاویز پر دستخط نہیں کئے جن کا مقصد کشمیر کا بھارت سے الحاق ہو۔

آزاد کشمیر پر گولہ باری اور مقبوضہ کشمیر میں قتل عام بھارت نے 1988 سے تیز کیا جب کشمیریوں نے جدوجہد کا نیا سلسلہ شروع کیا۔ مقبوضہ کشمیر میں کشمیری گزشتہ 34 سال سے کرفیو، پابندیوں، مظاہروں، مار دھاڑ، قتل عام، نسل کشی، پیلٹ گن اور زہریلی گیسوں کو برداشت کر رہے ہیں۔ گزشتہ تین سال سے سخت کرفیو اور پابندیوں کے شکار ہیں۔ ہزاروں نوجوانوں کو رات کے چھاپوں کے دوران گھروں سے حراست میں لینے کے بعد لاپتہ کر دیا گیا۔ سلامتی کونسل کے کشمیر پر مشاورتی اجلاس بھی ہوئے۔ پاکستان بھی دنیا میں کشمیریوں کی آواز بلند کر رہا ہے۔ مگر بھارت ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ وہ معصوم کشمیریوں کا مسلسل قتل عام کر رہا ہے، معصوم بچوں تک کو بینائی سے محروم کر دیا گیا ہے۔ عوام 1947ء سے بھارت کے خلاف برسرِپیکار ہیں۔ انتفادہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ 2008ء سے 2010ء تک کا سلسلہ بھی اس نئی نسل کے زبردست عزم کا عکاس تھا جس نے سب سے پہلے امرناتھ شرائن بورڈ کو اراضی کی منتقلی کے خلاف شروع کیا۔ اس دوران کشمیریوں کو بعض نئے تجربات سے آشکار ہونا پڑا جس کے دوران بھارتی انتہا پسندوں کی سرپرستی میں وادیٔ کشمیر کی اقتصادی ناکہ بندی واقعتاً حیرتناک اور عبرتناک ثابت ہوئی۔ بعد ازاں شوپیاں میں خواتین کی بے حُرمتی اور پھر برہان وانی کی شہادت کے بعد پوری وادی میں زبردست احتجاج اور مظاہرین پر تشدد نے ثابت کر دیا کہ کشمیر کی نئی نسل کوئی سمجھوتہ کرنے کے موڈ میں ہرگز نظر نہیں آتی ہے۔ دوسری طرف بھارت بھی کشمیر میں سرمایہ کاری کے دعوے کر رہا ہے۔ بھارتی حکمران سوال کرتے ہیں کہ اگر کشمیر میں پاکستان کے لوگ آ کر اپنا خون بہا گئے تو بھارتی فوج نے بھی کشمیر میں اپنا لہو بہایا ہے تاہم اُن پر یہ واضح ہو جانا چاہئے کہ کشمیری جنگ بندی لائن کو کنٹرول لائن یا انٹرنیشنل بارڈر کے طور پر کبھی بھی تسلیم نہیں کرتے۔ اس عارضی خونی لکیر کو کشمیری عبور کرنے میں آزاد ہیں۔ بھارتی فوج کے خلاف معرکوں میں شہادت پانے والے پاکستان میں موجود اُن لاکھوں کشمیری مہاجرین سے تعلق رکھتے ہیں جنہیں صرف 1947ء سے 1990ء تک بھارتی جارحیت اور مظالم کے باعث اپنے وطن کو چھوڑنے پر مجبور ہونا پڑا۔ یہی لوگ اگر اپنے مادرِ وطن کی آزادی کے لئے جدوجہد کریں، قربانیاں دیں، تو کوئی بھی بین

الاقوامی قانون انہیں اپنے گھر سے بیرونی قبضے کو ختم کرنے کے لئے کوئی بھی اقدام کرنے سے روک نہیں سکتا۔ بندوق کشمیریوں کا آخری آپشن تھا۔اقوام متحدہ کا چارٹر اس کی اجازت دیتا ہے۔اس کے باوجود اگر آزاد کشمیر سے کوئی کشمیری جنگی بندی لائن کو عبور کر کے مقبوضہ کشمیر میں داخل ہوتا ہے تو وہ نہ تو بیرونی دہشت گرد ہے اور نہ ہی در انداز۔ ہر کشمیری کو اس عارضی لکیر جسے خونی لکیر کہا جاتا ہے کو روندنے کا حق حاصل ہے کیونکہ کشمیری کسی جنگ بندی لائن کو تسلیم نہیں کرتے ہیں۔

لاک ڈاؤن اور پابندیوں کے ساتھ بھارتی فوج کشمیر میں پتھر اور لاٹھیاں بردار کم سن نوجوانوں کو کچلنے کے لئے جدید ترین مہلک اسلحہ کا استعمال کرتی ہے۔ کریک ڈاؤن اور محاصروں کو ناکام بنانے کے لئے جائے واردات پر آنے والوں کو نشانہ باندھ کر شہید کیا جاتا ہے یا انھیں بارودی دھماکوں سے اڑا دیا جاتا ہے۔ گھروں کو بھی کیمیکل چھڑک کر نذر آتش کیا جا رہا ہے یا انھیں بارود سے اڑایا جاتا ہے۔ بھارت کا واویلا گمراہ کن اور قابل مذمت ہے کہ کشمیر میں جاری مظاہروں کو بیرونی امداد حاصل ہے۔ بھارت کی لاکھ کوشش ہے کہ وہ کشمیر میں آزادی کی جدوجہد کو کچلنے کے لئے کثیر الجہتی پالیسی پر عمل پیرا ہو جائے۔ فلسطین طرز کی انتفادہ تحریک کو بندوق کی نوک پر دبانے کے لئے اس نے اسرائیل، روس اور امریکا کی مدد بھی حاصل کرتے ہوئے ہی لاک ڈاؤن اور پابندیاں عائد کیں۔ لیکن وہ تمام مذموم اور ظالمانہ حربے آزمانے کے باوجود ناکام و نامراد ہوا۔ بھارتی حکمران بچوں اور عزت مآب خواتین کے عزم جو ہمالیہ سے بلند اور سمندروں سے بھی زیادہ گہرا ہے کو دیکھ کر چیخ اُٹھے۔ بوکھلاہٹ میں وہ اپنے آخری تیر آزما رہے ہیں لیکن عظیم کشمیری قوم اپنے جگر آزما رہی ہے۔ دنیا نے دیکھ لیا ہے کہ کشمیری اپنی جنگ کس طرح لڑ رہے ہیں۔ موجودہ انقلاب میں بندوق کا کوئی کردار نہیں۔ جہاد کونسل کا درست فیصلہ تھا عوامی انتفادہ کے دوران بھارت کے خلاف حملے شہروں اور دیہات سے باہر جنگلوں میں کئے جائیں تا کہ کسی کو یہ پروپیگنڈا کرنے کا موقع نہ ملے کہ موجودہ انقلاب عوامی نہیں بندوق کا ہے۔ ارون دھتی رائے کے بقول یہ وقت ایسا ہے کہ کشمیر کو بھارت سے آزاد ہونے سے بھی زیادہ بھارت کو کشمیر سے آزاد ہونے کی ضرورت ہے۔

بھارت کی طرف سے جاری قتل عام، طویل ترین کریک ڈاؤن اور لاک ڈاؤن نے بھارت کو بے نقاب کر دیا ہے۔ آزاد کشمیر پر بھارتی گولہ باری کو بھی پاکستان نے درست انداز میں اسلام آباد میں موجود عالمی سفارتکاروں کو سیز فائر لائن اور گولہ باری کے متاثرہ علاقوں کا دورہ کرا کے بے نقاب کیا۔ عالمی میڈیا حقائق بیان کرتا رہا ہے۔ 27/اکتوبر 1947ء کو کشمیر پر بھارتی قبضے سے متعلق غیر جانبدار قلمکاروں نے حقائق سے پردہ اٹھایا ہے۔ سٹینلے وائیر اور السٹر لیمب نے تو اس پر کھل کر بات کی ہے جبکہ سابق امریکی عہدیدار رابن رافل نے 28/اکتوبر 1993ء کو واضح کر دیا کہ امریکا مہاراجہ کی دستاویز الحاق کو تسلیم نہیں کرتا اور تمام کشمیر متنازعہ ہے۔ اس کے مستقبل کا فیصلہ وہاں کے عوام نے کرنا ہے۔ الحاق کی دستاویز پاکستان یا اقوام متحدہ میں پیش نہیں کی گئی۔ بعد ازاں بھارت نے کہا کہ وہ گم ہو گئی ہے۔ جنیوا کی انٹرنیشنل کمیشن آف جیورسٹس نے ایک قرارداد کے ذریعے کہا کہ کشمیر کے بھارت کے ساتھ الحاق کی دستاویز بوگس اور جعلی ہے۔ یہ بات بھی ثابت ہو گئی ہے کہ بھارت نے کشمیر پر قبضے کا منصوبہ ستمبر 1947ء کو ہی بنا لیا تھا۔ سردار ولبھ بھائی پٹیل کے مکتوبات سے بھی یہ بات ظاہر ہو گئی ہے۔ دوسری طرف جب گورنر جنرل پاکستان محمد علی جناح نے 27/اکتوبر 1947ء کو پاکستانی فوج کو کشمیر میں داخل ہونے کا حکم دیا تو انگریز کمانڈ انچیف لیفٹیننٹ جنرل سر ڈگلس گریسی نے اُس حکم کو ماننے سے انکار کر دیا۔ گریسی نے سپریم کمانڈر فیلڈ مارشل ایکون لیک سے ہدایات کیلئے رجوع کیا، ایکون لیک 28/اکتوبر 1947ء کو دہلی سے لاہور پہنچ گئے۔ جس کے بعد محمد علی جناح نے ماؤنٹ بیٹن اور نہرو کو اگلے روز لاہور بلا لیا۔ اس طرح بھارت نے کشمیر پر جعلی دستاویز کا بہانہ بنا کر فوجی قبضہ کر لیا۔ 2 بٹالین فوج ڈیکوٹا جہازوں میں سرینگر پہنچ گئی۔ بھارت وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ فوجی قبضے کو مضبوط کرتا گیا۔ پاکستان نے کشمیر کو آزاد کرانے کی کوششیں کیں لیکن بھارت کے دباؤ پر عالمی برادری نے مداخلت کی اور پاکستان کو ایسے موقع پر سیز فائر کرانے پر مجبور کیا جب پاک فوج جنگ جیت رہی تھی۔ پاکستانی فوج کو محاذ پر واپس بلایا تو وہ رو پڑے کہ اُن کی فتح کو شکست میں بدل دیا گیا۔ آج بھی کشمیری عوام کرفیو اور پابندیوں کے باوجود تاریخ کا منفرد انتفادہ لڑ رہے ہیں۔ پاکستان، چین کے تعاون سے سلامتی کونسل کے مشاورتی اجلاس منعقد کرانے میں کامیاب ہوا۔ ترکی، ملائشیا جیسے ممالک نے کشمیریوں کے لئے بھارت سے ٹکر لی۔ بھارتی جارحیت پھر بھی کم نہ ہوئی۔ اقوام متحدہ، او آئی سی اور دیگر عالمی فورمز، اداروں، تھینک ٹینکس پر کشمیر کا مسئلہ مزید مؤثر انداز میں جارحانہ طور پر اٹھانے کے دعوے کئے گئے۔ بھارت اپنے عوام میں جنگی ہیجان پیدا کر رہا ہے۔ بھارتی ریاست مہاراشٹر اور ہریانہ سمیت دیگر ریاستوں میں مودی کی جنگی پالیسی کو عوام نے رد کیا۔ کیوں کہ آزاد کشمیر پر گولہ باری اور شہریوں کو نشانہ بنانے پر بھارت میں جب پروپیگنڈہ شروع ہوا اور بھارتی فوجی چیف نے مجاہدین کے ٹریننگ کیمپوں کی تباہی کا دعویٰ کیا۔ تو بی جے پی کو انتخابی فائدے کے بجائے نقصان ہوا۔ مگر بھارتی ریاستوں میں الیکشن کے دوران جنگی جنون اور نفرت کی سیاست کی گئی۔ پاکستان میں ہر حکومت کا عزم رہا کہ وہ دنیا کو بھارتی جارحیت سے آگاہ کرنے اور کشمیر میں ریفرنڈم کرانے کے لئے جارحانہ مہم جاری رکھے گی اور بھارت کو کوئی یک طرفہ نرمی نہیں دے گی۔ یک طرفہ لچک کی اب ضرورت نہیں۔ دو طرفہ مذاکرات سے کنارہ کشی ضروری ہے تا کہ دنیا سلامتی کونسل کی قراردادوں کے مطابق رائے شماری کرانے کے واحد آپشن پر توجہ دے اور بھارت کو مسئلہ کشمیر کو دو طرفہ مسئلہ قرار دینے کا کوئی موقع نہ مل سکے۔ پاکستان غیر ملکی سفارتکاروں کے گروپوں کو سیز فائر لائن کا دورہ کرائے تا کہ وہ بھی بھارتی جارحیت اور شہریوں کو نشانہ بنانے کا مشاہدہ اپنی آنکھوں سے کریں اور حقائق پر مبنی آنکھوں دیکھا حال دنیا کو بھی بتا سکیں۔

☆☆☆

غلام اللہ کیانی معروف کشمیری صحافی، دانشور اور کالم نگار ہیں۔ کشمیر الیوم کیلئے مستقل بنیادوں پر بلامعاوضہ لکھتے ہیں۔

سید علی گیلانی کا جوابی خط

از مقام برزخ برائے جنتیاں

بنام قاسم بن حسن

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پہلی برسی پر دنیا بھر سے اہل کشمیر اور اہل پاکستان نے جو دعائیں اور خراج تحسین بھیجا ہے ان میں سب سے دلچسپ اور منفرد بات تمہارا خط ہے تمہارا انداز کافی جارحانہ ہوتا ہے لگتا ہے کہ شیخ امین نے کچھ ایڈٹ (Edit) کیا ہوگا جس کی وجہ سے اس میں کچھ اعتدال پیدا ہو گیا۔۔۔تم نے بہت درست تجزیہ کیا جن خیالات کا اس خط میں اظہار کیا گیا ہے وہی حقیقت ہے۔ میں جب آپ کی دنیا میں تھا میرا اندازہ بھی وہی تھا لیکن ہم کشمیریوں کی مجبوری ہے کہ جو ہم سے صریحاً کھل کے اور کھول کے منافقت کرتے ہیں ہم ان کے بھی شکر گزار ہوتے ہیں میں نے ہمیشہ سچ بولنے کی کوشش کی جس سے بھارت کی ناخوشی فطری تھی لیکن اس سچ سے ہمارے پشتی بان بھی ناخوش رہے۔ بقول شاعر

اسے ضد تھی کہ میں نا خوب کو خوب لکھوں
صحرا کو تکتا رہوں اور اس کو دریا لکھوں

اللہ نے مجھے جس مقام پر رکھا ہے یہ برصغیر کے مسلمانوں کے رہنماؤں کیلئے جنتی برزخ ہے۔ یہاں آ کر معلوم ہوا کہ اس جگہ محمد علی جناح، اقبال اور سر سید کا اللہ کے نزدیک بڑا اونچا مقام ہے۔ ایک چھوٹا بچہ میرے پاس آیا اس نے بتایا کہ وہ روح کشمیر ہے اور اس کی ذمہ داری لگائی گئی ہے کہ وہ کشمیر سے آنے والے جنت میں جانے والوں کا استقبال کرے ان کے سوالات کا جواب دے اور اگر اپنی ہی برزخ کے کسی اور سے ملاقات کرنا چاہیں تو اس کے ساتھ ملانے میں وہ رہنمائی کرے گا۔

میں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور روح کشمیر سے کہا کہ مجھے محمد علی جناح سے ملنا ہے۔۔ کچھ ہی دیر بعد میں اس مقام پر تھا جہاں محمد علی جناح کھڑے مسکرا رہے تھے ۔۔میرے ذہن میں ان کی آخری عمر کی تصویر تھی مگر وہاں محمد علی جوانی کے ایام کے خوبصورت ترین پوز میں تھے۔۔ میں نے سلام کیا انھوں نے آگے بڑھ کر مجھ سے مصافحہ کیا ۔۔۔مسکرا کر میرے سلام کا جواب دیا اور کہا ویل ڈن علی تم نے خوش کر دیا۔۔۔تم میری طرح ڈٹے رہے اور ہمیشہ سچ اور حق بات کہی۔۔۔تم نے اہل کشمیر کو چالیس سال کے بعد دوبارہ زندہ کیا ان میں آزادی اور پاکستان سے محبت کی روح دوبارہ زندہ کی۔

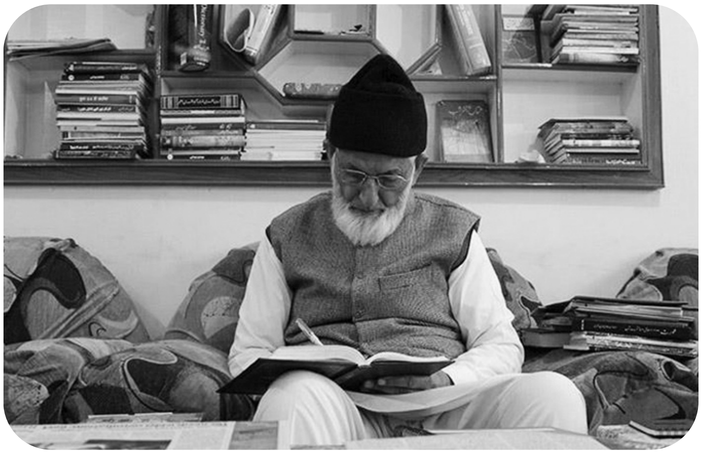

میں نے ان کی محبت کا شکریہ ادا کیا اور تمہاری طرح غصے سے ان سے شکایت کی کہ آپ کو بہت جلدی تھی آنے کی کشمیر کا مسئلہ حل کیے بغیر ہی آپ آ گئے ۔ادھر بھارت میں نہرو اور پٹیل جیسے گھاگ سیاست دان ادھر پاکستان میں آپ کے بعد تو خلا ہی خلا تھا ۔۔کشمیر میں بھارت نے فوج داخل کی پاکستان میں آپ نے کیا کیا۔۔۔ جناح مسکرائے اور کہا علی ادھر آنا اپنی مرضی سے تھوڑا ہوتا ہے اور جہاں تک تمھارے سوال کا تعلق ہے کہ کشمیر کا مسئلہ حل طلب کیوں رہا۔۔۔اس کا سبب کھوٹے سکے ہیں۔۔۔اور یہ کھوٹے سکے صرف سیاسی لیڈروں کے بارے میں میں نے نہیں کہا تھا بلکہ اس قبیل میں فوجی جرنیل بھی شامل ہیں۔۔۔ جب بھارت نے افواج کشمیر میں داخل کیں ان کے مکمل خاتمے کا انتظام میں نے کر دیا تھا۔۔۔لیکن۔۔۔

میری طرف دیکھ کر وہ مسکرائے اور کہنے لگے۔۔۔تمہیں یقین نہیں آیا۔۔۔پھر میرا ہاتھ پکڑ کر وہ ایک دروازے سے داخل ہوئے ۔میں بڑا حیران ہوا اس وقت ہم پاکستان کے ایوان صدر میں داخل ہو چکے تھے۔۔۔ پہرے دار لگتا تھا کہ نشے کی کیفیت میں تھے کسی نے ہماری طرف نہیں دیکھا۔ جناح مجھے ایک رکارڈ روم میں لے گئے۔۔۔تھوڑی دیر بعد گورنر جنرل کے احکامات کی فائل ہمارے سامنے تھی اور وہ صفحہ ٹائپ شدہ اور قائداعظم کے دستخط والا میرے سامنے تھا۔۔۔اس حکم کو پڑھنے کے بعد قاسم۔۔۔ مجھے تمہاری طرح شدید غصہ آیا۔۔۔مگر جناح مسکرائے اور کہنے لگے ابھی کچھ نہ کہنا ایک اور چیز دیکھ لو اگلے ہی لمحے ہم اسلامی جمہوریہ پاکستان کی افواج کے ہیڈ کوارٹرز میں داخل ہو کر اس فائل کو متعلقہ ریکارڈ روم کی الماری سے نکال کر اسی حکم کی اصل کاپی پڑھنے لگے۔ پڑھ کر میں، میں اپنے پر قابو نہ پا سکا۔۔۔۔اور ایک معصوم بچے کی طرح رونے لگا۔۔۔۔

(جنت مکین سید علی گیلانی کے تہلکہ خیز خط کا باقی حصہ پھر کبھی)

☆☆☆

کچھ ہی دیر بعد میں اس مقام پر تھا جہاں محمد علی جناح کھڑے مسکرا رہے تھے ۔۔میرے ذہن میں ان کی آخری عمر کی تصویر تھی مگر وہاں محمد علی جوانی کے ایام کے خوبصورت ترین پوز میں تھے۔۔ میں نے سلام کیا انھوں نے آگے بڑھ کر مجھ سے مصافحہ کیا ۔۔۔مسکرا کر میرے سلام کا جواب دیا اور کہا ویل ڈن علی تم نے خوش کر دیا۔۔۔تم میری طرح ڈٹے رہے اور ہمیشہ سچ اور حق بات کہی۔۔۔تم نے اہل کشمیر کو چالیس سال کے بعد دوبارہ زندہ کیا ان میں آزادی اور پاکستان سے محبت کی روح دوبارہ زندہ کی۔

جناب پروفیسر ڈاکٹر قاسم بن حسن کا تعلق آزاد کشمیر سے ہے۔ معروف ادیب ،دانشور ،مصنف اور عالم دین ہیں اسلامی جمیعت الطلبہ آزاد جموں وکشمیر کے ناظم اعلیٰ بھی رہ چکے ہیں۔ کشمیرالیوم کے مستقل کالم نگار ہیں اور بلامعاوضہ لکھتے ہیں

جاگیرداری نظام بمقابلہ شورائیت

ڈاکٹر ساجد خاکوانی

اس آسمان نے وہ دن بھی دیکھے جب غریب کسان اپنی نوخیز لخت جگر کو ساتھ لیے علاقے کے جاگیردار کے پاس پہنچتا ہے اور چاندی کے پائیوں والی سونے کی اینٹوں پر رکھی چارپائی پر براجمان وڈیرے سے کہتا ہے کہ سود کے عوض یہ بیٹی لے لو جبکہ اصل زر اگلی فصل پر لوٹا دوں گا، اور پھر تاریخ دہراتے دہراتے نسلیں گزر جاتی ہیں لیکن وہ اگلی فصل کا دن جس پر قرض کا حساب چکتا ہونا تھا کبھی لوٹ کر نہیں آتا اور ایک اور بنت حوا اس چکی میں پسنے چلی آتی ہے۔ یہ جاگیرداری نظام کے شاخسانے ہیں جس کے باعث انسانیت کا گلا گھٹ جاتا ہے، زبان بند ہو جاتی ہے، بدترین قسم کا استبداد لوگوں کے گلوں کا طوق بن جاتا ہے، مخلوق کی جبینیں مخلوق کے سامنے ہی جھکنے پر مجبور کر دی جاتی ہیں اور انسان اپنے ہی جیسے جنم لینے والے انسانوں کا خدا بن جاتا ہے، ان کی تقدیر سے کھیلتا ہے ان کے روزی کا مالک گردانا جاتا ہے اور حتیٰ کہ غریب ہاریوں کی جان، مال، عزت، آبرو اور نسلیں تک اس خاندانی و جاگیردارانہ نظام کے ہاں گروی رکھ دی گئی ہوتی ہیں ان کے مالک جب چاہیں ان سے کھیلیں، جب چاہیں ان کی خرید و فروخت کریں اور جب چاہیں ان کو مٹی سے بے دخل کر دیں یا منوں مٹی کے نیچے دبا دیں اور کسی کا ہاتھ تو درکنار کسی انگلی اور زبان تک ان کے خلاف حرکت میں نہ آئے بصورت دیگر وہ عبرت کا ایسا نشان بنا دیے جاتے ہیں کہ ان کے فسانے بھی رونگٹے کھڑے کر دینے کے لیے کافی ہیں۔

ظالم جاگیرداری نظام نے جب فرعون کا روپ دھارا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام چلے آئے اور اپنی قوم کو اس جاگیردارانہ ظلم سے نجات دلائی۔ قرآن نے بڑی تفصیل سے فرعون کی جاگیردانہ ذہنیت کا نقشہ کھینچا ہے جو اپنی زمینوں کو بنی اسرائیل کے سپوتوں سے آباد کراتا تھا اور ان پر بے پناہ ظلم توڑتا تھا، ہفتہ بھر صبح سے شام تک محنت و مشقت کی چکی تھی جس میں وہ لوگ پسنے پر مجبور تھے اور ساتویں روز نان شبینہ کے لیے ایک ناکافی راشن میسر آتا تھا جو بمشکل ان کی روح کو جسم کے ساتھ پیوست رکھنے کا فرض ہی نبھا سکتا تھا اور اس پر شب و روز کی ذلت آمیز دھتکار و پھٹکار سوا تھی جس نے بنی اسرائیل کی عزت نفس کا جنازہ نکال دیا ہوا تھا۔ جب اس ظالم جاگیردار فرعون کو اس کا

اس آسمان نے وہ دن بھی دیکھے جب غریب کسان اپنی نوخیز لخت جگر کو ساتھ لیے علاقے کے جاگیردار کے پاس پہنچتا ہے اور چاندی کے پائیوں والی سونے کی اینٹوں پر رکھی چارپائی پر براجمان وڈیرے سے کہتا ہے کہ سود کے عوض یہ بیٹی لے لو جبکہ اصل زر اگلی فصل پر لوٹا دوں گا، اور پھر تاریخ دہراتے دہراتے نسلیں گزر جاتی ہیں لیکن وہ اگلی فصل کا دن جس پر قرض کا حساب چکتا ہونا تھا کبھی لوٹ کر نہیں آتا اور ایک اور بنت حوا اس چکی میں پسنے چلی آتی ہے

خالق حقیقی یاد دلایا گیا تو اس نے تکبر کیا اور کہا کہ میں نہیں جانتا کہ میرے علاوہ کوئی اور تمہارا خدا ہو پھر اس نے دعوی کیا کہ ملک میں سب نہریں اور خوشحالی اور رزق کا انتظام وہی کر رہا ہے۔ جاگیرداری نظام کے اس بہت بڑے نمائندے نے اپنے اقتدار کے خطرے کے پیش نظر کتنے ہی بیٹے پیدا ہوتے ہی مروا ڈالے۔

جاگیرداری نظام ماضی کا ہو یا حال کا، زمین کے مشرق میں اپنے وڈیرے پن کا دعوے دار ہو یا مغرب میں اپنی رعونت کو اس نے انسانوں پر مسلط کر رکھا ہو، اس نظام کے اجزائے ترکیبی، اس کے طریق ہائے واردات، اس نظام کے منفی اثرات و ثمرات بد اور انسانی نسلوں پر اور انسانی معاشروں پر اس نظام کی اولیات و باقیات سب ایک ہی قبیل سے تعلق رکھتی ہیں اور یکساں ہیں۔ جب ایک خاندان یا ایک ہی فرد انسانوں پر اپنی ملکیت کا دعوے دار ہو جائے تو اس کا منطقی انجام نمرود اور ابوجہل کی شکل میں سامنے آجاتا ہے، خدائی کے یہ دعوے دار انسانوں کی گردنوں میں اپنی الوہیت کا طوق ڈال کر انہیں غیر اللہ کی عبودیت پر مجبور کرتے ہیں۔ جاگیرداری کی اسی شکل کو قرآن مجید نے طاغوت کا نام دیا ہے اور ہر نبی علیہ السلام نے اپنے زمانے کے زندہ طاغوت کو للکارا ہے اور اس سے نبرد آزما ہوا ہے۔ یہی جاگیرادی طاغوت نے ہر نبی کا راستہ مسدود کیا ہے۔ اس نظام کے ذمہ دار اپنی مرضی، اپنی انا، اپنی روایات اور اپنا آپ ہی ان کے پیش نظر ہوتا ہے، سارے انسانوں کا افادہ ایک طرف لیکن جاگیردار صرف اپنا مفاد عزیز رکھے گا، کل ریاست کے اصلاحی مفادات ایک جانب لیکن جاگیردار اپنی ذات کی ترجیحات کو کسی قیمت پر بھی قربان نہیں کرے گا، وہ کسی کے مشورے کا پابند نہیں ہوگا، کسی ادارے کو اپنے سے بالاتر کبھی نہیں دیکھنا چاہے گا، امانت، دیانت، شرافت، عدل و انصاف اور کل انسانی اوصاف حمیدہ اس کے پاؤں کی ٹھوکر پر ہوں گے۔ دوسروں کا پانی چرانے سے اپنی بیٹی و بہن کے حق نکاح و حق وراثت تک اس کے اپنے جداگانہ اور دہرے معیارات ہوتے ہیں جن پر وہ کسی طرح کا سودا کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ ملکی قانون ہو یا ریاستی مشینری، خاندانی و قومی و ملی روایات ہوں یا مذہبی عقائد ان سب سے بھی وہ اپنے گھروں کی لونڈیوں جیسا سلوک روا رکھتا ہے تاکہ اس کے مکروہ عزائم پورے ہوتے رہیں اور اس کے پیٹ کا دوزخ اور پیٹ سے نیچے کی آگ بجھتی رہے جبکہ باقی کل انسانیت اس کی طرف سے بھاڑ میں جائے۔

جاگیرداری کی ایک شکل اور بہت زیادہ مروجہ شکل زمینداری کی صورت میں انسانی تاریخ میں سامنے آئی ہے لیکن فی زمانہ انسانیت پر جب سے سیکولرازم نے اپنے پنجے گاڑھے ہیں اور عالمی جمہوریت اور انسانی حقوق کے نام پر عالمی غلامی اور سودی

نظام انسانوں کی گردنوں پر مسلط کیا ہے تب سے جاگیرداری نظام نے بھی اپنی بہت سی شکلیں تبدیل کی ہیں۔ سیکولرازم کے نوآبادیاتی نظام نے جہاں قومی وملی غداروں کو مفت کی زمینوں سے نوازا ہے وہاں سیاسی جاگیرادی، مذہبی جاگیرداری، سرمایادارانہ جاگیرداری اور تعلیمی جاگیرداری تک کوقبیلہ بنی آدم میں جاری کیا ہے۔ گورے نے جہاں جہاں حکومت کی وہ افریقی ممالک ہوں یا ایشیائی ممالک اور قوموں کو اپنا غلام بنایا وہاں قوم کے غداروں اور اپنے سے وفاداری کرنے والوں کو خوب نوازا اور اس طرح اسے اسی غلام قوم میں ایسے طبقات میسر آگئے جو شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار بن گئے۔ جب تک تو دور غلامی رہا یہ طبقات قوم سے غداری کا عوضانہ اپنے آقاؤں سے آشیرباد کی صورت میں وصول کرتے رہے۔ جب مغربی استعمار دو بڑی بڑی جنگوں کے بعد اس قدر نحیف ونزار و مضمحل ہو چکا کہ اب اس کے اعصاب دوسری دنیاؤں کی تسخیر کے قابل نہ رہے تو اس نے دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مصداق نام نہاد آزادیاں مرحمت فرمادیں۔ گورے نے آزادیوں کے نام پر قوموں کی باگ دوڑ اسی غدار طبقے کے سپرد کردیں جو آج بھی تاریخ کا بدترین جاگیرداری نظام اپنی اقوام پر مسلط کئے ہیں، گویا پہلے یہ اقوام آزاد لوگوں کی غلامی میں تھیں اور اب غلاموں کی غلامی پر انہیں مجبور کردیا گیا۔ یہ جاگیردار سیاسی جاگیروں کے مالک ہوں یا مذہبی جاگیروں کے یا پھر انہوں نے تعلیمی وتکنیکی وفنی میدانوں میں اپنی جاگیریں بنا رکھی ہوں، انہیں آج بھی سیکولر استعمار کی مکمل آشیرباد حاصل ہے اور آج بھی اپنے ملک و ملت کے وسائل اپنے اصل آقاؤں کے ہاں گروی رکھنے کے ذمہ دار ہیں۔

> جاگیرداری نظام ماضی کا ہو یا حال کا، زمین کے مشرق میں اپنے وڈیرے پن کا دعوے دار ہو یا مغرب میں اپنی رعونت کو اس نے انسانوں پر مسلط کررکھا ہو، اس نظام کے اجزائے ترکیبی، اس کے طریق ہائے واردات، اس نظام کے منفی اثرات وثمرات بد اور انسانی نسلوں پر اور انسانی معاشروں پر اس نظام کی اولیات و باقیات سب ایک ہی قبیل سے تعلق رکھتی ہیں اور یکساں ہیں۔ جب ایک خاندان یا ایک ہی فرد انسانوں پر اپنی ملکیت کا دعوے دار ہوجائے تو اس کا منطقی انجام نمرود اور ابوجہل کی شکل میں سامنے آجاتا ہے، خدائی کے یہ دعوے دار انسانوں کی گردنوں میں اپنی الوہیت کا طوق ڈال کر انہیں غیراللہ کی عبودیت پر مجبور کرتے ہیں

جاگیرداری کے مقابلے میں اسلام نے مشاورت اور شورائیت کا نظام متعارف کروایا ہے۔ مشاورت سے حکومت چلانے کا بہترین تجربہ خلفائے راشدین کا دورحکومت ہے۔ پہلے خلیفہ راشد کا انتخاب سرداران قوم کے مشورے سے عمل میں آیا اور عوام الناس نے اس کی تائید کردی۔ دوسرے خلیفہ راشد کی نامزدگی میں بھی مشاورت کو خاطر خواہ دخل رہا۔ تیسرے اور چوتھے خلیفہ راشدین کا تقرر ایک بااختیار کمیٹی کی ترجیحات سے عمل میں آیا، پہلی ترجیح پر تیسرے خلیفہ راشد نے عنان اقتدار سنبھالی اور دوسری ترجیح پر چوتھے خلیفہ راشد نے۔ اس دور کے بعد بھی تاریخ اسلام میں ہندوستان کے اندر خاندان غلاماں، مصر میں مملوک اور اندلس میں موحدین کی حکومتوں سمیت کئی مقامات پر حکمرانوں کے تقرر میں کم وبیش یہی اصول کارفرما رہے۔ مسلمانوں کے ایک ہزار سالہ دور حکومت میں اس آسمان نے کتنی ہی بار ایسے مناظر دیکھے کہ دنیا کے طاقتور ترین حکمران وقت کی عدلیہ کے سامنے سرجھکائے کھڑے تھے۔ اسلام نے جہاں حکمرانوں کو مشورے کا پابند کیا ہے وہاں اداروں کو مضبوط بنانے کی بجائے اداروں کی سربراہی پر مضبوط کردار کے لوگ تعینات کرنے کی تعلیم دی ہے اور قرآن مجید نے حکم دیا ہے کہ مناصب ان لوگوں کے سپرد کیا کرو جو ان کے اہل ہوں۔ خود وطن عزیز کی تاریخ گواہ ہے کہ طاقتور ادارے پر بے ایمان اور بدعنوان سربراہ کا تقرر اس ادارے کی ساکھ کھوجانے کا باعث بنتا ہے اور ایک چھوٹے سے دفتر میں ایمان دار اور دیانت دار افسر کے تقرر سے وہی دفتر پورے نظام کے لیے مضبوط ستون فراہم کرنے لگتا ہے۔ اسی طرح کے دیانت دار اور جرأت مند افراد جاگیرداری نظام کے لیے سم قاتل کی حیثیت رکھتے ہیں کیونکہ جاگیردارانہ نظام کی کل پہنچ اپنی یا اپنے خاندان کے گرد ہی گھومتی ہے جبکہ ایک دین دار اور جرأت مند قیادت کے پیش نظر جہاں ملک وملت ہوتی ہے وہاں روز محشر احساس جوابدہی بھی دامن گیر رہتا ہے۔

جاگیرداری کا توڑ صرف یہ نہیں کہ اب جاگیرداروں سے ان کی جاگیریں چھین لی جائیں، بلکہ اسلام ایک آفاقی وابدی دین ہے جو انسانیت کی فلاح دارین کا ضامن ہے۔ اس دین کی تعلیمات بتاتی ہیں کہ کسی بھی اجتماعی نظام کو چلانے کے لیے مشاورت وہ واحد راستہ ہے جو جاگیرداری کے لیے سدراہ ہے۔ کسی بھی میدان کار میں جاگیروں کا ہونا شاید اتنا برا نہیں جتنا ان جاگیروں کے مالکان کا خدا بن جانا ہے۔ جب مشاورت سے اور تقویٰ وخوف خدا سے نظام ہستی چلایا جائے گا تو کسی بھی نظام سے اس کے برے اثرات ختم کیے جا سکتے ہیں۔ مشورے کا نظام سب سے پہلے تو جاگیردار سے اس کی رعونت چھینے گا، پھر لوگوں سے مشورے کے نتیجے میں اس میں اپنی رائے کے خلاف بات سننے کا حوصلہ جنم لے گا، اختلاف رائے کے نتیجے میں جب جمہور کی رائے پر فیصلہ ہوگا تو جاگیرداری نظام کی ماں ہی مرجائے گی۔ اسلامی تعلیمات نے نبی علیہ السلام جیسی پاک صاف اور معصوم ہستی کو بھی مسلمانوں سے مشورے کا پابند بنایا اور پھر خلافت راشدہ کے نظام کی کامیابی کا سہرہ بھی مشاورت اور شورائیت پر بنیاد کرتا ہے تو پھر جاگیردار کو اس کا پابند کیوں نہ بنایا جائے۔

ڈاکٹر ساجد خاکوانی معروف دانشور اور استاد ہیں۔ کشمیر الیوم کیلئے مستقل بنیادوں پر بلامعاوضہ لکھتے ہیں۔

پاکستان کے حالات میں کشمیر کو بھولتے جارہے ہیں؟

شیخ عقیل الرحمٰن ایڈووکیٹ

پاکستان اس وقت تاریخ کے نازک ترین دور سے گزر رہا ہے۔ پاکستان کو اس وقت تاریخ کے سب سے بڑے سیلاب کا سامنا ہے اور اس کا تقریباً 3/4 فی صد حصہ پانی میں ڈوبا ہوا ہے۔ لوگ بے بسی کے عالم میں کھلے آسمان تلے زندگی گزارنے پر مجبور ہیں جہاں انہیں کھانے پینے کی اشیاء میسر ہیں اور نہ چھت۔ دن بھر لوگ پانی کی لہروں کو گنتے رہتے ہیں اور رات کو انہیں مچھروں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ کوئی بھی حکومت یا پھر سیاسی جماعت جوان کے ووٹوں سے ایوانوں تک پہنچی اور اقتدار حاصل کرتی ہیں ان کے قریب تک جانے کی روادار نہیں۔ ان جماعتوں اور حکومتوں نے لوگوں کو حالات کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا ہے۔ جماعت اسلامی پاکستان اور اس کی الخدمت فاؤنڈیشن نے ان کی اشک شوئی کی ہے اور اس کے رضا کاروں نے اپنے آپ کو خطرے میں ڈالتے ہوئے ریسکیو اور ریلیف کا کام کیا ہے اور بہت سارے لوگوں کی جان بچائی ہے۔ انفرادی طور پر کچھ اور تنظیموں نے بھی کام کیا ہے لیکن ہمہ گیر اور ہمہ جہت کام صرف جماعت اسلامی نے کیا ہے۔ بہر حال ایک طرف سیلاب کی تباہ کاریاں اور دوسری طرف پاکستانی سیاستدان جو آپس میں دست وگریباں ہیں۔ سیلاب جیسی تباہی بھی ان سب کو ایک میز پر نہ لاسکی بلکہ اس تباہ کن صورتحال میں بھی ایک دوسرے کو گرانے اور اپنے اسکور بڑھانے میں مصروف عمل نظر آتی ہیں۔ سوائے جماعت اسلامی پاکستان اور اس کے امیر سراج الحق جو تمام سیاسی سرگرمیوں کو خیر آباد کہہ کر لوگوں کی بحالی اور ریلیف کے کاموں میں لگے ہوئے ہیں۔ 6 ارب روپے سے زائد رقم اور سامان خورونوش لوگوں تک پہنچا چکے جبکہ یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔ اس موقع پر پوری قوم نے بھی جماعت پر اعتماد کیا ہے اور اربوں روپے جماعت کے حوالے کیے کہ ہمیں جماعت پر اعتماد ہے۔ کاش پاکستان کے لوگ سیاسی طور پر بھی اسی طرح جماعت پر اعتماد کرتے تو آج پاکستان کو یہ دن نہ دیکھنے پڑتے جو وہ دیکھ رہا ہے۔ سیلاب نے تو تھوڑی تباہی مچائی لیکن ہمارے اپنے ہاتھوں نے بہت تباہی مچائی ہے۔ یہ بلوچستان، سندھ اور کے پی کے میں سیکڑوں بند ٹوٹے ہیں۔ ان کا ذمے دار کون ہے؟ یہ جو آبی راستے تھے ان پر غیر قانونی تعمیرات کس نے کروائی؟ یہ جو دریا کے کنارے ہوٹل اور پلازے تعمیر ہوئے ان سب کا ذمے دار کون ہے؟ اس وقت کشمیر میں جو نوسیری اور کوہالہ پروجیکٹ کی ٹنل پانی سے بیٹھ گئی ہے جس پر کھربوں روپے خرچ ہوئے اس کا ذمے دار کون ہے؟ اس سے پہلے 2005 کے زلزلے میں پہلے ہی جھٹکے میں کالجز، اسکولز اور حکومتی عمارتیں زمین بوس ہوگئیں جن سے بیس ہزار بچے شہید ہوئے اس کا ذمے دار کون ہے؟ اس ملک میں ہے کوئی پوچھنے والا؟ ہے کوئی حقیقی احتساب کرنے والا؟ اس میں سیلاب اور زلزلے تباہی نہ لائیں گے تو اور کیا ہوگا؟ خود اللہ پاک نے قرآن کریم کے اندر ارشاد فرمایا ہے ''زمین میں اور بحر وبر میں گناہ بھر گیا ہے اور یہ ہمارے ہاتھوں کی کمائی ہے''۔

جماعت اسلامی پاکستان اور اس کی الخدمت فاؤنڈیشن نے ان کی اشک شوئی کی ہے اور اس کے رضا کاروں نے اپنے آپ کو خطرے میں ڈالتے ہوئے ریسکیو اور ریلیف کا کام کیا ہے اور بہت سارے لوگوں کی جان بچائی ہے۔ انفرادی طور پر کچھ اور تنظیموں نے بھی کام کیا ہے لیکن ہمہ گیر اور ہمہ جہت کام صرف جماعت اسلامی نے کیا ہے۔ بہر حال ایک طرف سیلاب کی تباہ کاریاں اور دوسری طرف پاکستانی سیاستدان جو آپس میں دست وگریباں ہیں۔ سیلاب جیسی تباہی بھی ان سب کو ایک میز پر نہ لاسکی بلکہ اس تباہ کن صورتحال میں بھی ایک دوسرے کو گرانے اور اپنے اسکور بڑھانے میں مصروف عمل نظر آتی ہیں

بہر حال پاکستان کی صورتحال جو ہماری اپنی پیدا کردہ ہے اس میں ہم نے کشمیر کو بھلا دیا ہے۔ ماضی میں بھی ہم نے کشمیر کے حوالے سے اپنی ذمے داریاں ادا نہیں کیں اور اب تو ہمیں

سیلاب کا بہانہ بھی مل گیا ہے۔ اسی کی آڑ میں ہم نے بھارت سے پیاز اور ٹماٹر کی تجارت شروع کر دی ہے اور اب پٹ سن بھی منگوانے کی تیاری ہو رہی ہے جو ایک شرمناک عمل ہے اور شہدائے کشمیر سے بے وفائی کے مترادف ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ تسلسل سے پاکستان کشمیر کے معاملے میں پسپائی اختیار کر رہا ہے۔ اس سے پہلے کنٹرول لائن پر جنگ بندی کا معاہدہ ہوا پھر ماضی کو بھلا کر تعمیر و ترقی کے وعدے ہوئے اور اب تجارت شروع کر دی گئی ہے جبکہ دوسری طرف نریندر مودی پوری منصوبہ بندی سے کشمیر کو بھارت میں ضم کرنے کی پالیسی پر گامزن ہے۔ ہم نے دیکھا کہ حالات کچھ بھی ہوں ہم جتنا بھی شور مچائیں اور جتنا بھی واویلا کر لیں۔ دنیا کو نوٹس لینے کا کہیں۔

> حالات کچھ بھی ہوں ہم جتنا بھی شور مچائیں اور جتنا بھی واویلا کر لیں۔ دنیا کو نوٹس لینے کا کہیں۔ بھارت ان سب کو نظر انداز کر کے کشمیر کو ہڑپ کرنے کی پالیسی پر گامزن ہے۔ پہلے اس نے A35 اور 370 کو ختم کیا۔ کشمیر کی ڈیموگرافی کو تبدیل کیا۔ غیر ریاستی لوگوں کو لا کر آباد کیا گیا اور اسلامی کلچر کو ہندو کلچر میں تبدیل کیا گیا۔ عمارتوں کے اسلامی نام تبدیل کیے گئے اور ہماری طرف سے خاموشی نریندر مودی کو شیر بنا دیتی ہے۔ وہ اپنے اقدامات میں تیزی لا رہا ہے اور جارحانہ انداز اختیار کیے ہوئے ہے۔ اس موقع پر ہم ایک دوسرے کو فتح کرنے میں لگے ہوئے ہیں

بھارت ان سب کو نظر انداز کر کے کشمیر کو ہڑپ کرنے کی پالیسی پر گامزن ہے۔ پہلے اس نے A35 اور 370 کو ختم کیا۔ کشمیر کی ڈیموگرافی کو تبدیل کیا۔ غیر ریاستی لوگوں کو لا کر آباد کیا گیا اور اسلامی کلچر کو ہندو کلچر میں تبدیل کیا گیا۔ عمارتوں کے اسلامی نام تبدیل کیے گئے اور ہماری طرف سے خاموشی نریندر مودی کو شیر بنا دیتی ہے۔ وہ اپنے اقدامات میں تیزی لا رہا ہے اور جارحانہ انداز اختیار کیے ہوئے ہے۔ اس موقع پر ہم ایک دوسرے کو فتح کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور فوج بھی بھارت کی جارحانہ پالیسی کا جواب دینے کے بجائے اسلام آباد کی کرسی پر اپنے لاڈلوں کو بٹھانے کے چکر میں لگی ہوئی ہے۔ کشمیر کو انڈیا میں پوری طرح ضم کر دے گا اور ہم دیکھتے رہ جائیں گے۔ اس لیے یہ وقت ہے آگے بڑھ کر کشمیر میں مودی کو روک دیں۔ خدانخواستہ کشمیر میں مودی کا سدباب نہ کیا تو اس کا اگلا ہدف آزاد کشمیر ہے اور پھر آزاد کشمیر کا حصول اس کے لیے مشکل نہیں رہے گا۔ بے شک ہم کہتے رہیں کہ آخری گولی اور آخری سانس تک ہم لڑتے رہیں گے۔ کل اگر ہم کو اسی طرح لڑنا ہے تو اس سے بہتر ہے کہ آج ہی کیوں نہ لڑیں۔ آج ہم نے کشمیر آزاد کرا لیا تو وہ ہم سے آزاد کشمیر نہیں لے سکے گا۔

''شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات''

☆☆☆

مسیح الدجال!!!!

ڈاکٹر عبدالرؤف

دجال: احادیث کی نظر میں الدجالون الکذابون۔

پچھلی قسط میں ہم تاریخ کے دو بڑے جھوٹے دجالوں کے بارے میں لکھ چکے ہیں۔ جنہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ہی میں نبوت کا دعویٰ کرنے کی جسارت کر ڈالی۔ اور یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر نبوت میں حصہ بھی مانگ لیا۔ اپنے معتقدین میں خود اپنے دجل کو ہوا دی اور بڑے فتنوں کا باعث بنے۔ اپنی من گھڑت شریعتیں تک بنا ڈالیں۔ اور معجزات دکھانے کی جسارتیں بھی کیں۔

یہ دو جھوٹے دجال، کذاب یمامہ اور اسود عنسی تھے اور کذاب یمامہ مسیلمہ، جنگ یمامہ میں حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں انجام کو پہنچا اور دوسرا ذاتی قبیح حرکتوں کی وجہ سے قتل ہوا۔

شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے۔ وہ انسان کی نفسیات، صلاحیتوں، اور کمزوریوں سے گہری دلچسپی اور آگاہی رکھتا ہے۔ اس کے پاس ہر شخص کو گمراہ کرنے کے طریقے مختلف ہیں۔ شیطان کسی کو نفس کی حوس، کسی کو علم، کسی کو دولت، کسی کو عہدے، کسی کو پارسائی، کسی کو چالاکی اور کسی کو سادگی کے اندر رہ کر گمراہ کرنے کے طریقے جانتا ہے۔ شیطان سے وہی شخص بچ سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ محفوظ و مامون رکھے۔ صرف انبیاء اللہ کی تائید اور حفاظت کی وجہ سے اس کے حملوں سے بچ سکتے ہیں۔ شیطان طرح طرح کی نورانی شکلیں اختیار کر کے زاہدوں، عالموں اور ریاضت کشوں کے پاس آتا ہے اور انہیں طرح طرح کے داموں میں پھنسا کر گمراہ کرتا ہے۔ کسی کو تکبر و نخوت پر ڈال کر، کسی کو دولت کی ہوس دے کر، تو کسی کو ریاکاری کے ذریعے حرام میں ڈال دیتا ہے۔ تصوف کے میدان والے وہ لوگ جو بے مہار ہوں وہ بھی جلد شیطان کا چارہ بنتے ہیں۔ شیطان ان میں سے کسی کو کہتا ہے تیرے معتقدین بہت زیادہ ہیں۔ تو اللہ کی طرف سے غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک ہے اس لیے تو مہدی موعود ہے، کسی کے کان میں کہتا کہ آنے والا مسیح تو ہی ہے، کسی کو حلال و حرام کی پابندیوں سے مستثنیٰ قرار دیتا ہے، تو کسی کے دل میں یہ القاء کرتا ہے کہ تو اللہ کا نبی ہے اور بدنصیب عابد اس پر یقین کر لیتا ہے۔ یہ شیطان کی نورانی شکل اور آواز کو سمجھتا ہے کہ یہ خود خداوند قدوس کا جمال اور کلام ہے جسے دیکھ اور سن رہا ہے۔ شیطان اسے سوتے میں خوب مزے دار اور خدائی کے خواب دکھاتا ہے۔ ان نبوت کے جھوٹے دعوے داروں کے ساتھ بھی ایسی ہی واردات ہوئی۔ ان کے معتقدین بھی کمزور اعتقاد والے، شیطان کے چیلے اور حواری ہوتے ہیں۔

اب ہم کچھ مزید جھوٹے دجالوں کے متعلق آگاہی حاصل کرتے

ہیں اور ان کے دجل کا طریق کار بھی ملاحظہ کرتے ہیں۔

حارث بن عبدالرحمٰن بن سعید۔۔۔دمشقی

کذاب حارث بن عبدالرحمٰن بن سعید پہلے ایک شخص ابو جلاس عبدی قریشی کا غلام تھا۔ مالک کی وفات کے بعد آزاد ہوا تو یاد الٰہی میں تصوف کے راستے پر چلا۔ یہ دن رات عبادت میں مصروف رہنے لگا۔ بہت کم غذا کھاتا۔ بہت نفس کا مجاہدہ کرتا۔ کم سوتا، کم بولتا اور صرف ستر ڈھانپنے کی حد تک پرانے پیوند لگے کپڑے کا استعمال کرتا۔ اس کے زمانے میں عبادت و ریاضت میں اس کا کوئی ثانی نہ تھا۔ اگر یہ زہد و ریاضت اور مجاہدے شریعت محمدی کے دائرے میں ہوتے تو کمال ہوتا۔ لیکن شومئی قسمت، اس بے مہار زاہد کو معلوم نہ تھا کہ شیطان اس کا رہنما بن گیا ہے۔ اور وہ اس وقت تک کسی کا پیچھا نہیں چھوڑتا جب تک کہ اسے ضلالت و ہلاکت ابدی کے تحت قہر مذلت تک نہ پہنچا دے۔

یہ شخص کچھ کرامات بھی کرتا، جنہیں اس کے ماننے والے معجزات نبوت سے تعبیر کرتے۔ آج کے دور میں بھی عام مشاہدے کی بات ہے کہ کچھ لوگ آج بھی بعض خارق عادت چیزیں کر سکتے ہیں۔ جن کا صدور دوسرے عام لوگوں سے نہیں ہو سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی کام پر سو فیصد توجہ دینے والا شخص اور جو شخص بھوکا رہے، کم سوئے، کم بولے اور نفس کشی اختیار کرلے اس سے بعض دفعہ ایسے افعال صادر ہو جاتے ہیں جو دوسروں سے نہیں ہو سکتے۔ جن کے لیے اللہ سے تعلق ہونا ضروری نہیں ہوتا۔ بلکہ ان افعال کی مثالیں ہمیں ٹیلی پیتھی، یوگا کی مشقوں، علم نفسیات کی کچھ افعال اور ہپناٹزم میں بھی ملتی ہیں۔ ان خارق عادت کاموں کو انجام دینے والے اہل اللہ میں سے ہوں تو ان کے ایسے فعل کو کرامت کہتے ہیں اور اگر اہل کفر یا گمراہ یا بدعتی لوگ ہوں تو ان کے ایسے فعل کو استدراج کہا جاتا ہے۔ تعلق باللہ اور قرب الٰہی سے ان کا کوئی واسطہ نہیں۔ یہی وہ نقطہ ہوتا ہے جہاں عام لوگ جانے یا انجانے میں گمراہی کے راستے اختیار کر لیتے ہیں۔ حارث دمشقی بھی اپنے مجاہدات اور نفس کشی کی بدولت ایسی خرافات کرتا تھا مثلاً وہ لوگوں سے کہتا کہ میں تمہیں دمشق سے فرشتوں کو آتے جاتے دکھا سکتا ہوں چنانچہ حاضرین محسوس کرتے کہ بہت حسین و جمیل خوبصورت انسان گھوڑوں پر سوار آسمان کی طرف جا رہے ہیں۔ یہ شخص موسم سرما میں گرمیوں کے اور گرمیوں کے موسم میں سردیوں کے پھل لوگوں کو کھلاتا۔ بہت لمبی لمبی عبادات کرتا جو دوسروں کے لیے ممکن نہ ہوتیں۔

جب حارث نے شہرت اختیار کر لی اور لوگ جوق در جوق گمراہ ہونے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مضبوط ایمان رکھنے والا دمشق ہی کا ایک شخص اس کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ تم کس بات کے دعویدار ہو؟ حارث بولا میں اللہ کا نبی ہوں۔ اس شخص نے کہا کہ تو جھوٹا ہے۔ حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو چکا ہے۔ اس کے بعد اس شخص نے حارث کے دعویٰ نبوت اور دجل عظیم کی شکایت خلیفہ وقت عبدالملک بن مروان سے کی۔ عبدالمالک بن مروان نے حکم دیا کہ حارث کو گرفتار کر کے دربار میں پیش کیا جائے لیکن گرفتاری سے پہلے ہی حارث بیت المقدس کی طرف فرار ہو گیا۔ اور اپنی نبوت کا پرچار کیا اور لوگوں کو خوب گمراہ کرنے لگا۔

جاری ہے۔۔

جناب ڈاکٹر عبدالرؤف کا تعلق ٹیکسلا سے ہے۔ معروف عالم دین، دانشور اور محقق ہیں۔ کشمیرالیوم کے مستقل کالم نگار ہیں اور بلا معاوضہ لکھتے ہیں

قوموں کے لیے موت ہے مرکز سے جدائی

شہزاد منیر احمد

اللہ مالک ارض وسما نے انسان کو پیدا کر کے زندگی کی حدود اور سمتوں کا بھی واضح تعین کر رکھا ہے، اسے خود روی اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے۔تخلیق آدم علیہ السلام کے بعد اللہ الرحمٰن نے اسے براہ راست علم الحیات تفویض کیا اور بے شمار اسماء سکھائے، اور جنت الفردوس میں اسے اپنی زوجہ حوا کے ساتھ بے فکری کی زندگی گزارنے کا اذن دیا۔ ساتھ ہی آدم علیہ السلام کو اس کی limitations بھی بتائیں کہ تم فطرتاً ناشکرے ہو، جلد باز ہو، جھگڑالو ہو، نفس کے حصار میں بند ہو، تم خدا پرستی اور نفس پرستی، دونوں اوصاف کے حامل ہو۔تم اسی عمل میں تاک ہو گے جس کی کوشش کرو گے۔لہذ احتیاط رہنا۔۔مزید یہ کہ ''شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے اگر اس کے جھانسے میں آ گئے تو وہ تمہیں خساروں میں ڈبو دے گا''۔

اللہ الرحمٰن ورحیم کے متنبہ کرنے کے باوجود، آدم وحوا دونوں شیطان کے بہکاوے میں آکر اللہ تعالی کی ھدایت کو بھولے اور اپنی خواہش کی تکمیل کر بیٹھے، سہو کا شکار ہوئے، بہت کچھ کھویا اور اپنی دنیا ہی بدلوا بیٹھے۔ یہ تھا وہ لمحہ جس کے بارے کہا گیا ہے۔لمحوں نے خطا کی، تو صدیوں نے سزا پائی۔۔۔آدم وحوا، نے اپنی سہو وخطا پر فوراً معافی مانگی، توبہ کیا، رجوع کیا اور عرض کیا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخسرین۔اللہ الرحمٰن نے انہیں معاف تو فرما دیا مگر فرمایا کہ اب تم زمین پر اترو، تمہیں میری طرف سے ھدایات پہنچائی جائیں گی۔جو ان پر عمل کرے گا انہیں پھر واپس ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اسی جگہ لا کر بسایا جائے گا، جہاں سے اب نکالے جا رہے ہو۔

انسانی زندگی میں زمین پر آدمیت کی زندگی کا دورانیہ گویا ایک اضافی اور ضمنی پیوند کی مانند ہے۔یہ آزمائش کا عرصہ ہے زندگی نہیں۔اللہ تعالی نے انسان کو زمین کی زندگی پر بھی بالواسطہ ھدایات بھجوائیں اور فرمایا۔ترجمہ، ہم نے تمہارے لیے یہ کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا ذکر ہے۔کیا تمہیں عقل و شعور نہیں (سورت الانبیاء آیت نمبر 10)

قران پاک میں درج ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی بہترین مخلوق قرار دے کر زمین پر اللہ کا خلیفہ بنا کر بھیجا گیا تا کہ وہ زمین پر اللہ کے بندوں میں اللہ کی نعمتوں کی تقسیم میں عدل وانصاف قائم کر کے ان کی زندگی آسان بنائے۔ریاست پاکستان اس لیے معرض وجود میں لائی گئی تھی کہ یہاں اللہ کا قانون نافذ ہو، عدل وانصاف ہو ریاستی عوام ملک کے وسائل کو اجتماعی استعمال میں لائیں اور ملکی مسائل کو بھی باہمی مشاورت اور کوششوں سے حل کریں۔ یہ خواب مگر پورا نہیں ہوا

قران پاک میں درج ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی بہترین مخلوق قرار دے کر زمین پر اللہ کا خلیفہ بنا کر بھیجا گیا تا کہ وہ زمین پر اللہ کے بندوں میں اللہ کی نعمتوں کی تقسیم میں عدل وانصاف قائم کر کے ان کی زندگی آسان بنائے۔ریاست پاکستان اس لیے معرض وجود میں لائی گئی تھی کہ یہاں اللہ کا قانون نافذ ہو، عدل وانصاف ہو ریاستی عوام ملک کے وسائل کو اجتماعی استعمال میں لائیں اور ملکی مسائل کو بھی باہمی مشاورت اور کوششوں سے حل کریں۔ یہ خواب مگر پورا نہیں ہوا۔اسلامی ریاست میں انسان تو انسان جانوروں مویشیوں تک کی آرام دہ زندگی کی ضمانت دی گئی ہے۔اسلامی حکمران، حضرت عمر فاروق کا یہ اعتراف زمہ داری ریکارڈ پر ہے، انہوں نے کہا تھا میرے تابع ریاست میں اگر کوئی کتا بھی بھوکا مرے گا تو عمر روز محشر اپنے اللہ الرحمٰن کے آگے جواب دہ ہوگا۔

بڑے افسوس سے پچھلے دنوں فیصل آباد میں ہونے والے دو دل خراش، شرمناک اور انتہائی بے حسی کے واقعات کا ذکر کرنا پڑ رہا ہے۔

پہلا واقعہ ماہ اگست 2022 کے دوسرے ہفتے میں پیش آیا۔ایک باپ نے اپنی دو بیٹیوں کو قرض، بھوک و مفلسی کے ہاتھوں تنگ آکر ذبح کیا، دوست کو فون کر کے بتایا کہ میں نے یہ کر دیا ہے اب خود بھی خودکشی کر رہا ہوں۔ ہمارے جنازے میں ہمارے رشتہ دار شامل نہ ہوں میرے گھر کا سامان اور ہماری میتیں ایدھی فاؤنڈیشن والوں کے حوالے کر دی جائیں۔اس المناک واقعہ کا آخری جملہ سب سے زیادہ اذیت ناک، مہیب اور کراہت بھرا ہے۔ اب اس پر نام نہاد علماء دین فتوے دیں گے کہ خودکشی مایوسی کا اظہار ہے اور مسلمان کے لیے خودکشی حرام ہے۔کون انہیں بتائے کہ بھوک کا نام صرف بھوک ہے یہ نہ تو آداب کے سانچوں میں ڈھالی جا سکتی ہے اور نہ ہی آج تک

اس کا کوئی اور مہذب نام دریافت ہوا ہے۔

ایسا اس اسلامی ریاست میں ہوا جن کے مسلمان عوام کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔۔۔تم اللہ کے دیئے ہوئے رزق سے محتاجوں ضرورت مندوں کی مدد پر خرچ کرو۔"

دوسرا واقعہ بھی فیصل آباد ہی میں پہلے واقعہ کے دو دن بعد 16 اگست 2022 کو سامنے آیا۔

ایک نو دولتیے نے جو ساٹھ کے پیٹے میں ہے اپنی بیٹی جو میڈیکل کالج میں پڑھتی ہے کی کلاس فیلو لڑکی کو اپنی بیٹی کے ساتھ ان کے گھر جا کر شادی کی پیش کش کر دی۔ اس لڑکی نے انکار کر دیا۔لڑکی اپنی ماں کے ساتھ رہتی ہے۔اس کے دو بھائی ہیں جو تعلیم کے سلسلے میں ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ایک ان دنوں چھٹیوں پر پاکستان آیا ہوا ہے۔

اس لڑکی کے شادی سے انکار کا سن کر اس نو دولتئے اور اس کی بے حیا بیٹی کی انا مجروح ہوگئی۔انہوں نے اس لڑکی کو زبردستی کھینچ کر گھسیٹ کر اپنی گاڑی میں ڈالا اور اپنے گھر لا کر اس پر بیہمانہ تشدد کیا، ویڈیو بنائی۔ اپنے بیٹی کے ساتھ ملکر اسے نیم برہنہ کر دیا۔لڑکی بیچاری منتیں ترلے کرتی رہی مگر سب بے سود رہا۔ پھر اس بے قصور و معصوم لڑکی سے اپنے الٹے جوتے زبان سے چٹوائے۔ساتھ ہی بہت بڑے تاوان کا مطالبہ بھی کیا۔ وقوعہ خود بولتا ہے۔18 اگست کو جب اسے عدالت میں پیش کرنے کے لیے پولیس ڈسٹرکٹ کورٹس فیصل آباد میں لا ئے تو وکلاء کی بہت بڑی تعداد مشتعل ہو کر اس پر ٹوٹ پڑی اور خوب دھویا، اسے بہت مارا کہ اس کے کالے کرتوت نے پورے شہر کا سر شرم سے جھکا دیا ہے۔

مزکورہ بالا دونوں واقعات بادی النظر میں شائد معمولی کہہ کر حکمران خود کو بری الزمہ سمجھ لیں۔ حقیقت میں مگر ایسا نہیں ہونا چاہئے۔خودکشی کرنے والا ہر شخص ملکی دولت کی غیر منصفانہ تقسیم، عدم انصاف ،حکمرانوں کی بے حسی۔ معاشرتی عدم مساوات، عدم تحفظ عوام، غیر مناسب سماجی اقدار، عدم اخوت، طبقاتی اونچ نیچ اور سنگدلی کے خلاف سخت احتجاج کرتا ہے، بغاوت کرتا ہے۔

اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ خودکشی کرنے والا اپنی

فطری کمزوریوں، جلد بازی، زود رنجی، جھگڑالو پن اور عدم برداشت کا شکار ہوتا ہے ۔مگر ان سب عوامل کا علاج کرنا بھی حکومت وقت کا فریضہ ہے جو وہ عام حالات میں کرتی ہے جو اکثر حکومتیں نظر انداز کر جاتی ہیں۔

تاریخ عالم اور قوموں کے عروج وزوال کا مطالعہ اور تحقیق یہ بتاتی ہے کہ ایسا ان ممالک اور ریاستوں میں ہوتا ہے جہاں قوم راہ راست ترک کر کے بے سمت چلنے لگے اور پھر تاریک راستوں میں مارے جاتے ہیں۔ جہاں نظام ریاست اپنے نظریہ حیات سے منحرف ہو کر اپنے عوام کی بنیادی ضرورتوں کو قطعاً نظر انداز کر دے۔حکمرانی کے نشے میں رعونت برتنا شروع کر دے۔ اپنے قومی فرائض کو کچھ اہمیت نہ دے۔عوامی امنگوں، ان کی فلاح بہبود سے ہٹ کر ملک میں ہونے والے ناپسندیدہ معاشرتی واقعات اور حالات سے لاتعلقی کا مظاہرہ کرے۔ اس بے حسی کی سب سے بڑی وجہ حکمرانوں کا جاگیردار ہونا، قابض اشرافیہ، ظالم مافیاز اور سرمایہ دارانہ سفاکیت ہوتی ہے۔

ایسی اقوام کا حشر تباہی ہوتا ہے، جیسا ہم نے قوم نوح کے گمراہوں کا حشر دیکھا۔قوم لوط منحرفین کی تباہی دیکھی، اور قوم فرعون کی عبرت آموز غرقابی کا منظر دیکھا۔

یقیناً اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا (سورت آل عمران آیت نمبر،193)

ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ لڑائی انفرادی گالم گلوچ کی ہو، گروہوں میں کھینچا تانی اور تھپڑوں کا باہمی تبادلہ ہو یا پھر بین الاقوامی توپ و تفنگ، آتشیں اسلحہ و بارود کی جنگ، اس میں قانون گونگا بہرا بن کر آنکھیں بھی موند لیتا ہے۔ وہ تب متحرک ہوتا ہے جب جنگ بند ہو جائے تو۔۔سب سے زیادہ تکلیف دہ بلکہ مہلک اثرات جنگ جوئی کے یہ ہوتے ہیں کہ سچائی اور معاشرتی انصاف کچلے جاتے ہیں۔ معاشرہ وقت کے حکمرانوں کی پہلے سفاکانہ بے نیازی اور بے حسی کا شکار ہو کر مردہ دل و نیم جاں ہوتا ہے اور پھر بتدریج تاریخ کے اندھیروں میں گم ہو جاتا ہے۔علامہ اقبال نے 100 سال پہلے کہہ دیا تھا۔۔۔دل توڑ گئی ان کا دو صدیوں کی غلامی۔۔ دارو کوئی سوچ ان کی پریشاں نظری کا قوموں کی ترقی اور زمان و ثقافت کی تبدیلی نئی نئی ایجادات سے جڑی ہوتی ہے، جبکہ ایجادات کا انحصار دریافتوں پر اور دریافتوں کا مآخذ علمی تحقیق ہوتی ہے۔جس قوم میں طلب علم نہ ہو، نئے نئے افکار پیدا نہ ہوں، زندہ آنکھوں سے خواب نہ دیکھے جائیں، نئے زمانوں کی تلاش کی تڑپ نہ ہو وہ قوم معاشی پیمانوں کی رو سے پسماندگی کا شکار رہتی ہے۔ راقم نے اپنی 60 سالہ بلوغت کی زندگی میں تاریخ پڑھی بھی اور تاریخ بنتے بگڑتے دیکھی بھی ہے۔

میں وثوق سے کہنے کی پوزیشن میں ہوں کہ کائنات بھر میں کوئی ملک یا ریاست بھی غریب یا پسماندہ نہیں ہوتی ہے۔ جغرافیائی تقسیم کے اعتبار سے خالق کائنات نے زمینی سطع مرتفع، دریاؤں ندی نالوں، کوہساروں، صحراؤں، جمادات و نباتات کی بڑی منصفانہ تقسیم کر رکھی ہے۔ یہ ریاستی عوام ہوتے ہیں جو اپنے مزاج، علم اور بے خبری کی وجہ سے ملک کو ترقی یافتہ، ترقی

پذیر یا پسماندہ بناتے ہیں۔

اگرچہ اللہ نے زمین پر آدمی کو ایک طرح سے پیدا کیا ہے مگر سارے انسان ایک جیسے نہیں بنائے، کوئی رنگت اور خد وخال میں مختلف ہے، کوئی دلیر جفاکش محنتی ہے اور کچھ سست کاہل آرام پسند۔۔اس مزاجی تضاد کی وجہ سے ترقی پذیر اور پسماندہ ممالک میں قومی دولت کی مساوی تقسیم قائم کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔کچھ امیر اور کچھ غریب۔غربت تو برداشت ہو جاتی ہے مگر غربت کے ساتھ۔ریاست میں عدل کشی اور ناانصافی بھی مل جائے تو برداشت سے معاملات باہر ہو جاتے ہیں۔

ہمارے پیارے وطن پاکستان میں جس سمت نظر اٹھائیں۔جس معاملے کو دیکھیں یا جس محکمے اور شعبے میں جھانکیں کہیں نہ ڈسپلن نظر آتا ہے نہ کارکردگی تسلی بخش ملتی ہے۔خود غرضی، افراتفری اور نفسا نفسی کے ہنگامے نظر آتے ہیں۔ملک میں نہ سیاسی استحکام ہے۔نہ ریاستی معاملات پر حکومتی گرفت، دم توڑتی معیشت ہے۔مستقل خارجہ پالیسی نہیں ملک میں روز افزوں مہنگائی اور بے روزگاری کا سیلاب ہے۔

گھٹن کا ماحول ۔۔جبس کا سا سماں ہے۔ایسے حال میں تازہ افکار کہاں سے پیدا ہوں۔روشن و بلند خیالی کیسے پیدا ہو ایسا لگتا ہے کہ پاکستان کے عوام نے جیسے اپنے نظریہ حیات اور مقاصد ریاست سے بغاوت کر کے خودکشی کا ارادہ کر لیا ہو۔

قوموں کے لیے موت ہے مرکز سے جدائی
ہو صاحب مرکز تو خودی کیا ہے، خدائی۔

فقیہہ شہر ہو، میر کارواں ہو کہ سپہ سالار، وہ اپنے فیصلے، ہمہ جہت اور بخوبی غور وفکر کے بعد کرتے ہیں اور پھر پورے بھروسے کے ساتھ عمل درآمد کرتے ہیں۔اقتدار کے نشے میں عموماً حکمران، شکست و ناکامی کے خوف سے اپنے اقتدار کو طوالت دینے کے لیے مختلف حربے اختیار کرتے ہیں۔

بادشاہت عیاری کے بغیر نہیں چل سکتی۔اس کا ثبوت ایرانی بادشاہ، جمشید کا وہ پیالہ تھا (جام جم) جس میں وہ جھانک کر جہاں بھر کے واقعات کے بارے جان لیتا تھا۔

بادشاہ تو صدیوں پہلے مر گیا مگر اس کے اس پیالے کی شہرت جمشید بادشاہ کو آج بھی زندہ رکھے ہوئے ہے۔حالانکہ وہ جام

> ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ لڑائی انفرادی گالم گلوچ کی ہو، گروہوں میں کھینچا تانی اور تھپڑوں کا باہمی تبادلہ ہو یا پھر بین الاقوامی توپ وتفنگ، آتشیں اسلحہ و بارود کی جنگ، اس میں قانون گونگا بہرا بن کر آنکھیں بھی موند لیتا ہے۔وہ تب متحرک ہوتا ہے جب جنگ بند ہو جائے تو۔۔سب سے زیادہ تکلیف دہ بلکہ مہلک اثرات جنگ جوئی کے یہ ہوتے ہیں کہ سچائی اور معاشرتی انصاف کچلے جاتے ہیں۔معاشرہ وقت کے حکمرانوں کی پہلے سفاکانہ بے نیازی اور بے حسی کا شکار ہو کر مردہ دل و نیم جاں ہوتا ہے اور پھر بتدریج تاریخ کے اندھیروں میں گم ہو جاتا ہے

جم بناوٹ اور تصنع کا منبع تھا۔مراد یہ ہے کہ بادشاہی کو قائم رکھنے کے لیے ہمیشہ کی طرح آج بھی اسی نوع کے حربے اور مکاری درکار ہے۔

اسی لیے علامہ اقبال نے کہا تھا

اور بازار سے لے آئے گر ٹوٹ گیا
ساغر جم سے میرا جام سفال اچھا ہے

اب آتے ہیں اپنے ملک کی زبوں حالی، عدم انصاف اور خودکشی کے روز افزوں واقعات کی جانب۔سوچنا یہ مقصود ہے کہ خودکشی کرنے والوں کی تعداد کیوں بڑھتی جا رہی ہے۔ظاہر ہے ان کے پیچھے معاشرے میں وہ خاموش بغاوت ہے جو دھیرے دھیرے جوان اور پختہ ہو رہی ہے۔مقتدر حلقوں کے خلاف نفرت کا پکتا ہوا لاوا کل کو آتش فشاں کی طرح پھٹ بھی سکتا ہے۔عوامی مسائل سے حکومت کی بے حسی بہت بڑا عنصر ہے۔اب حکومت اور ہم سب کو مل کر اس صورت حال پر قابو پانا ہے۔ہمیں لوٹ کر اپنے اصل نظریہ حیات کی جانب لوٹنا ہوگا۔اور نظریہ ریاستی امور کو عدل وانصاف کے سانچے میں ڈھال کر طبقاتی تقسیم کو ختم کرنا ہوگا۔ملک کی لوٹی دولت کو ملک میں واپس لانا ہوگا۔اشرافیہ اور سرمایہ داروں جاگیرداروں کو قائل کرنا ہوگا کہ وہ زکوٰۃ، خیرات صدقہ اور ٹیکس ادا کریں۔عوام کو اپنی حیثیت کو پہچان کر ووٹ کی اہمیت جان کر مضبوط کردار لوگوں کا انتخاب کریں تا کہ وہ عوامی فلاح و بہبود کے منصوبے بنائے۔عوام کی اجتماعی خوشیوں کا حصول آسان بنائیں ریاستی دولت اور مراعات کی مساوی تقسیم کے لیے قانون سازی کریں۔۔ہم مشترکہ کوششوں کے بغیر نہ مضبوط قوم بن سکتے ہیں نہ ہی ترقی یافتہ ریاست قائم کر سکتے ہیں۔ہم نے اگر لاتعلقی، بے حسی اور غیر ذمہ دارانہ رویہ ترک نہ کیا تو ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ:-

لوگ کہتے ہیں تو پھر ٹھیک ہی کہتے ہونگے
میرے احباب نے تہذیب نہ سیکھی ہو گی
میرے ماحول میں انسان نہ رہتے ہوں گے

وما علینا الا البلاغ المبین

فاعتبروا یا اولی الابصار

شہزاد منیر احمد (گروپ کیپٹن ریٹائرڈ) راولپنڈی / اسلام آباد کے معروف ادیب، شاعر، مصنف اور کالم نگار ہیں، کشمیر الیوم کے لیے مستقل بنیادوں پر بلا معاوضہ لکھتے ہیں

کعبہ اوّل بیت المقدس کی پکار

عروج آزاد

عرض پاک بیت المقدس مسلمانوں کا قبلہ اول ہے۔ بیت المقدس محبت و امن کا گہوارہ جس کی طرف رخ کر کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریباً 17 ماہ تک نماز پڑھی اور یہی وہ مسجد اقصیٰ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر گئے تو یہ مقام آپ کی پہلی منزل بنا اور یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء کرام کی امامت کروائی اس عرض پاک میں انبیاء کرام کے مزار بہت ہیں اس لیے اس کو القدس کا نام دیا گیا ہے۔القدس نہ صرف مسلمانوں بلکہ عیسائیوں اور یہودیوں کیلئے بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

یہودی اور عیسائی اس علاقے کو یروشلم کا نام دیتے ہیں۔ بیت المقدس کی پہلی تعمیر حضرت آدم علیہ السلام نے کی اور پھر اس کے بہت عرصے بعد اپنے وقتوں میں حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے کی۔ القدس کو مسلمانوں میں سب سے پہلے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فتح کیا پھر عرصہ دراز تک مسلمانوں کے پاس رہا۔

القدس کی حرمت پر لاکھوں لوگوں نے جانیں قربان کی اور مال و دولت لٹایا۔صلیبیوں نے اس کو چھیننے کے لیے بہت سی جنگیں لڑیں اور ایک مرتبہ وہ کامیاب بھی ہوگئے مگر فرزند اسلام سلطان صلاح الدین ایوبی نے انہیں زبردست معرکہ آرائی کے بعد یہاں سے نکال باہر کیا 1516ء میں فلسطین ترکوں کی سلطنت عثمانیہ کے حصے میں آیا پہلی جنگ عظیم کے خاتمے تک سلطنت عثمانیہ کا حصہ رہا سلطنت عثمانیہ کے زوال کے دنوں میں صہیونی لیڈروں کا اجلاس ہوا آخری عثمانی خلیفہ سلطان عبدالحمید خان تھے۔یہودیوں نے فلسطین پر ان کی کمزور پڑتی گرفت کے سبب اجلاس میں طے کر لیا تھا کہ فلسطین میں صہیونی ریاست تشکیل دینی ہے۔اس لیے انھوں نے مال و دولت کے ذریعے اپنا کام نکالنے کی کوشش کی۔سلطنت عثمانیہ غیر ضروری اخراجات کے سبب مقروض ہو چکی تھی۔یہودیوں نے سلطان کو پیش کش کی کہ اگر وہ فلسطین کا علاقہ ان کے حوالے کر دیں تو وہ نہ صرف یہ کہ سلطنت پر چڑھا ہوا سارا قرض چکا دیں گے بلکہ اس کے علاوہ بھی کثیر مقدار میں سونا پیش کریں گے۔عثمانی کسی بھی حال میں ہوں مگران کی رگوں میں فاتحین کا خون دوڑ رہا تھا۔سلطان عبدالحمید خان نے اپنے پاؤں کے ناخن سے مٹی کھرچی اور یہودیوں کو کورا جواب دیتے ہوئے یہ تاریخی الفاظ کہے۔

اگر تم اپنا سارا مال و دولت لا کر میرے قدموں میں ڈھیر کر دو تو پھر بھی میں فلسطین کی اتنی مٹی بھی نہ دوں گا۔ یہودیوں نے مایوس ہو کر کسی عالمی طاقت کو ہمنوا بنا کر اس کے ذریعے اپنا مقصد حاصل کرنے کی کوشش کی۔قرآن کریم کی پیشن گوئی ہے

کہ یہودی کسی طاقت کا سہارا ڈھونڈتے ہیں محض اپنے زور بازو پر کچھ کرنے کے قابل نہیں۔اس زمانے میں پہلی جنگ عظیم جاری تھی امریکہ اور برطانیہ اتحادی طاقتوں کے سربراہ تھے۔لندن صہیونی تنظیموں کا مرکز تھا جنگ کے اختتام پر جب انگریز کو فتح ہوئی تو یہودیوں کی دیرینہ مراد بر آئی۔قصہ مختصر جنگ عظیم میں اتحادیوں کی کامیابی کے بعد انگریز 1917ء میں جنرل ایلن بی کی قیادت میں فلسطین میں داخل ہوگئے۔9 دسمبر 1917ء میں انہوں نے فلسطین پر قبضہ کر لیا۔اس دن فلسطین کی حکومت انگریزوں کے پاس آگئی یہاں سے مسلمانوں کے زوال کا دور شروع ہوا۔

فلسطین پر اسرائیل کا قبضہ کیوں اور کیسے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ عالمی برادری کی مشاورت سے ہی اسرائیل نے فلسطین پر قبضہ جمایا ہوا ہے۔اقوام متحدہ نے 1947ء میں فیصلہ دیا کہ فلسطین میں کو دو ریاستوں میں تقسیم کر دیا جائے۔مغربی علاقہ جہاں یہودیوں کی اکثریت آباد تھی وہاں یہودی اسرائیل کی ریاست قائم کریں اور مشرقی علاقہ میں فلسطینی عرب مسلمانوں کی ریاست قائم کریں جبکہ بیت المقدس اقوام متحدہ کے کنٹرول میں رہے۔یہودیوں نے اس فارمولے کو قبول کر لیا جبکہ فلسطینی مسلمانوں اور عرب ممالک نے اپنے درمیان ایک یہودی ریاست کے قیام کو یکسر مسترد کر دیا۔یہودیوں نے 14 مئی 1948ء کو اسرائیل کے قیام کا اعلان کیا تو اسرائیل اور عرب ممالک کے درمیان جنگیں چھڑ گئیں۔یہ جنگیں 1967ء تک چلیں۔جنگ شروعات میں اسرائیل نے مغربی بیت المقدس پر قبضہ کر لیا اور فلسطین کے کچھ اور علاقے بھی اپنے قبضے میں لے لیے۔بقیہ فلسطین کے مختلف علاقوں پر مصر، شام لبنان اور اردن کا قبضہ ہوگیا۔بیت المقدس کا مشرقی علاقہ جس میں حرم شریف اور مسجد اقصیٰ سمیت مقدس مقامات ہیں، اردن کے قبضے میں تھا۔یہ صورت حال 1967ء تک قائم رہی 1967ء کی عرب، اسرائیل جنگ کے اختتام پر اسرائیل کا پورے فلسطین پر قبضہ ہوگیا۔مقدس مقامات پہلی مرتبہ یہودیوں کے قبضہ میں آگئے۔یہ تاریخ بیان کرنے کا مقصد مسلمانوں کی توجہ بیت المقدس فلسطین کی طرف مبذول کروانا ہے۔ اس وقت پورے اسرائیل خصوصا القدس میں صورت حال یہ ہے کہ پوری اسرائیلی قوم مسجد اقصی کے انہدام اور وہاں ہیکل سلیمانی کی تعمیر کے جنون میں پاگل ہو چکی ہے۔ ہمارے ہاں جس طرح مزارات کے عرس کے لیے چندہ کرنے

والے پینڈو وبہروپیئے رنگین جھنڈا اٹھا کر اور سبز چادر بچھا کر ڈھول کی تھاپ پر چندہ مانگنے نکلتے ہیں اور رقص ونعروں سے عوام کے جذبات بھڑکا کر ان کی جیبوں میں نقب لگاتے ہیں اسی طرح آج اسرائیل کی سڑکوں پر ربّیوں کی مستانہ ٹولیاں گھومتی ہیں۔ان کا ایک پسندیدہ نعرہ جوان کے دماغی خلفشار کی نشاندہی کرتا ہے یہ ہے "ماش........ماش یعنی ہم اسی وقت مسیح کو چاہتے ہیں۔ابھی، اسی لمحے اور اسی وقت اسرائیلیوں کی گندی کھوپڑی میں یہ غلیظ بخارات کیوں چڑھ گئے ہیں؟ اس کی وجہ سمجھنا کچھ زیادہ مشکل نہیں۔دراصل ان کو بہت پہلے سے اس کی امید تھی۔ایک دعوتی کارڈ جو کتابوں کے ایک پرانے ذخیرے سے ہاتھ لگا ہے اس میں آج سے نصف صدی قبل مسیحا کے استقبال کی بات کی گئی ہے لیکن آج اسرائیل کے قیام کو56 برس گزر جانے اور دنیا بھر میں فتنہ وفساد کی آگ لگانے کے باوجود مسیح دجال ان کو اپنا دیدار کروا کے نہیں دے رہا۔یہود کی تمام تر کوششوں اور شیطانی تدبیروں کے باوجود اور عالم اسلام کے حکمرانوں اور مقتدر طبقے کی خاموشی، جانبداری اور کلی اطاعت کے باوجود وہ سمجھتے ہیں کہ مسلم امہ بطور خاص عراق، کشمیر، فلسطین اور دنیا کے مسلمان اور بالخصوص پاکستان اور افغانستان کے عامۃ المسلمین میں مغرب سے نفرت، دینی رجحان اور دین کی خاطر جان دینے سے شعور میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔اس نے یہود کو حواس باختہ، برافروختہ اور مزید ظلم و تشدد اور خوفناک غیر انسانی حرکتوں پر آمادہ کر دیا ہے لیکن مسلمانوں کے قتل عام، نسل کشی، جلا وطنی، عصمت دری، بائیکاٹ، اذیت رسانی اور ہمت توڑ کر بے عزت کر دینے والے پروپیگنڈے کے باوجود وہ دیکھ رہے ہیں کہ امت کے عزم میں لچک کے آثار دور دور تک نظر نہیں آ رہے۔حال ہی میں انڈونیشیا میں پھانسی کی سزا سننے والے نوجوان نے جس ایمان افروز ردعمل کا اظہار کیا ہے اس کی تازہ ترین اور بہترین مثال ہے۔اس نے خوشی میں بے خود ہو کر نعرہ تکبیر لگایا اور شہادت کی نعمت ملنے پر خوشی کا اظہار کیا۔یہود اپنی بے لگام شیطانی طاقت، بے حساب سودی سرمایہ، پہاڑوں کو ہلا دینے والی سازشیں اور قوموں کا نام مٹا دینے والی تخریب کاریاں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جھونک دینے کے باوجود دیکھ رہے ہیں کہ ان کے حسب منشا نتائج حاصل نہیں ہو رہے۔

جاری ہے۔وہ سمجھ رہے ہیں کہ جتنا نقصان عالم اسلام کو پہنچنا چاہیے تھا نہیں پہنچ سکا اور اس کی بنیادی، ایمانی اور نظریاتی طاقت محفوظ ہے اور اگر مزید مظالم کیے گئے تو وہ ایسا رخ اختیار کر سکتی ہے جسے روکنا بزدل خارش زدہ لومڑی جیسے یہودیوں کے بس کی بات نہ ہو گی، لہٰذا اگر نئے عالمی نظام کو فوری طور پر اور پوری قوت سے نافذ نہ کیا گیا تو یہود کا برپا کیا ہوا نظام ہمیشہ کے لیے مر جائے گا۔

اسرائیل نے سالوں سے فلسطین پر ناجائز قبضہ جمایا ہوا ہے اور اس وقت صورتحال روز بروز گھمبیر ہوتی جا رہی ہے آئے دن ہزاروں بچوں، نوجوانوں اور بوڑھوں کو انتہائی بے دردی کے ساتھ شہید کیا جا رہا ہے گھروں کو لوٹا جا رہا ہے مظالم کی انتہا ہو چکی ہے۔سر زمین فلسطین سے آواز آتی ہے، عرض پاک پکار اٹھتی ہے کہ کوئی ہے عمر ثانی، کوئی ہے دوسرا صلاح الدین ایوبی جو ہمیں یہودیوں کے چنگل سے نکال سکے، جو ہمارے دل وجان سے عزیز قبلہ اول کو ناپاک عزائم اسرائیلیوں سے چھڑا سکے؟ لیکن شاید اس پکار کو ہم سن نہیں پا رہے یا ہم دنیا کی محبت میں اتنے گم ہو چکے ہیں کہ اس پکار کو سننا نہیں چاہتے اور امن امن کا رٹ لگائے ہوئے ہیں

صدا دے رہا ہے میرا قبلہ اول
کہاں گے ایوبی کہاں گے عمر
تڑپتے تھے جو میری تکلیف میں
کہاں گے وہ میرے لخت جگر

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ مذاکرات سے اس کا حل ہو سکتا ہے۔لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مذاکرات میں تو دلیل سے بات کی جاتی ہے اگر متشدد یہودی دلیل کی زبان مانتے تو آج آگ وخون کا یہ کھیل فلسطین میں جاری ہی کیوں ہوتا؟ اگر محض دلیلی طاقت سے حقدار کو اس کا حق مل جاتا تو دنیا میں اسلحہ ایجاد ہی نہ ہوتا۔لوگ زبان سے کہ سن کر اپنا حق وصول کر لیتے۔حقیقت یہ ہے کہ دلیل جتنی بھی سچی اور کھری ہو اس کے منوانے کے لیے طاقت ضروری ہے۔انصاف کا حصول اور حقوق کا تحفظ طاقت کا مرہون منت ہے ورنہ امن میں پولیس اور زمانہ جنگ میں فون کی ضرورت بے معنی رہ جاتی ہے۔اور اگر ہم اپنی تاریخ پر ذرا غور کریں تو ہمیں لاکھوں واقعات جہاد کے ملتے ہیں۔کیا اس وقت دلائل نہیں دیے جاتے تھے مذاکرات نہیں ہوتے تھے؟ بالکل ہوتے تھے لیکن جہاں معاملات نہ سلجھ پائیں وہاں تلوار کو اٹھانا پڑتا تھا۔مسلمان پر جہاد فرض ہے اب جہاد کے علاوہ کوئی دوسرا آپشن نہیں ہے۔ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روش اختیار کرتے ہوئے جہاد کرنا ہے تبھی ہم اپنی کھوئی ہوئی عزت بحال کر سکیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب وہ منظر سامنے آنے والا ہے کہ جب ان گندے ذہنوں کے مالک یہود ونصاریٰ کی مصنوعی طاقت ریزہ ریزہ ہو جائے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔بس ہمیں متحد ہو کر آگے بڑھنا ہے ایمان کی طاقت کو اول ترجیح دیتے ہوئے ان شاء اللہ تعالیٰ۔۔۔اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان کو مضبوط ترین بنا دے ایسا مضبوط کہ ہمیں جہاد کی راہ میں کوئی دنیاوی محبت روک نا پائے۔آمین ثم آمین

☆☆☆

بے وجہ موت!!!

دانش رفیق گجر

گاؤں میں جہاں تعلیم کا فقدان تھا۔ وہاں اکثر اوقات شرطیں لگانا لوگوں کا معمول تھا۔ گاؤں میں جب بھی کوئی تقریب ہوتی تو وہاں کے سرداران شرطیں لگاتے اور لوگوں کے دلوں میں پیسوں کا لالچ ڈالتے۔ لوگ اس جوئے کے نشے کے دلدل میں بے بس ہاتھی کی طرح پھنسے جا رہے تھے۔ ایک دفعہ گاؤں میں شادی کی تقریب تھی۔ ہر طرف جشن کا سماں تھا۔ شادی میں گاؤں کے پانچ سردار بھی مدعو تھے۔ سرداران آئے تو لوگوں نے اُن کا بھرپور استقبال کیا۔ کھانے کا وقت ہو گیا۔ سرداران کے لیے کھانا لایا گیا۔ میٹھے میں سوجی کا حلوہ بنا ہوا تھا۔ اُن میں سے ایک سردار، سردار شہباز علی نے سوچتے ہوئے کہا: ''اے گاؤں والو! تم میں سے جو شخص ڈیڑھ کلو سوجی کا بنا ہوا حلوہ کھائے گا، اسے میری طرف سے 50 سونے کے سکے دیے جائے گے۔ ہاں تو سرداران! کیا کہتے ہیں آپ سب''۔ سب سرداراخوش ہو گئے اور ہر ایک نے اپنی طرف سے 50،50 سونے کے سکوں کا اعلان کیا۔ گاؤں کا دوسرا سردار، سردار کامران نے بلند آواز میں کہا: ''ہاں تو گاؤں والو! تم میں سے ہے کوئی شخص جو 250 سونے کے سکے حاصل کرنا چاہے''۔

نوجوان محفل سے پہاڑی کی جانب نکل پڑا۔ گاؤں سے پہاڑی تک تین گھنٹے کا پیدل سفر تھا۔ سرداران ساری رات نوجوان کا انتظار کرتے رہے لیکن وہ نوجوان واپس نہ آیا۔ لوگ سوچنے لگے کہ شاید کوئی جنگلی جانور نوجوان کو کھا گیا

سب گاؤں والے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے کہ ان میں سے کون آگے بڑھے گا لیکن ایک کو بھی ہمت نہ ہوئی۔ گاؤں کے تیسرے سردار، سردار فیضان چوہدری نے مایوس ہو کر کہا: ''مجھے نہیں لگتا ان میں سے کوئی ہمت کرے۔ اب کچھ اور ہی سوچنا پڑے گا، شرط کے بغیر کسی تقریب میں لطف نہیں''۔ اس گاؤں میں ایک انتہائی خطرناک پہاڑی تھی، جس کا نام ''علی شیر والا'' ڈنہ تھا۔ یہ پہاڑی اس قدر خطرناک تھی کہ لوگ دن کو بھی وہاں جانے سے ڈرتے تھے۔ گاؤں کا چوتھا سردار، سردار دانش گجرا چانک خوش ہو گیا اور بلند آواز میں صدا دی: ''ہاں تو ہے کوئی شیر کا بچہ اس گاؤں میں جو تاریک رات میں پہاڑی پر جا کے واپس آسکے۔ اگر وہ پہاڑی سے واپس آ گیا تو اسے یہ جمع شدہ 250 سونے کے سکے دیے جائے گے''۔ گاؤں والے

سب سوچنے لگ گئے اور سرگوشیاں کرنے لگے 250 سکے، 250 سکے۔ ان میں سے ایک نوجوان نے ہمت کی جس کا نام ریحان اسلم تھا اور آگے بڑھا۔ ''میں اس تاریک رات میں پہاڑی پر جانے کے لیے تیار ہوں''۔ سب انتظام ہو گئے نوجوان جانے کو تیار تھا۔ گاؤں والے آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ اگر پہاڑی سے زندہ واپس آیا تو سونے کے سکے لے گا ناں! پہاڑی خطروں سے بھری تھی مختلف قسم کے جنگلی جانور پہاڑی پر موجود تھے۔ ان میں سے پانچویں سردار، سردار فدا کاظمی نے کہا: ''لیکن ہمیں معلوم کیسے ہو گا کہ یہ نوجوان پہاڑی پر گیا بھی تھا یا نہیں''؟

سب سرداران آپس میں مشورہ کرنے لگے اور یہ فیصلہ کیا، کہ اس نوجوان کو جھنڈا دیا جائے اسے یہ جھنڈا پہاڑی پر لگا کر آنا ہے۔ ہم صبح ہوتے ہی دیکھ آئیں گے اگر جھنڈا پہاڑی پر موجود ہوا تو اس نوجوان کو 250 سونے کے سکے دیئے جائیں گے۔ نوجوان محفل سے پہاڑی کی جانب نکل پڑا۔ گاؤں سے پہاڑی تک تین گھنٹے کا پیدل سفر تھا۔ سرداران ساری رات نوجوان کا انتظار کرتے رہے لیکن وہ نوجوان واپس نہ آیا۔ لوگ سوچنے لگے کہ شاید کوئی جنگلی جانور نوجوان کو کھا گیا۔ صبح ہوتے ہی تمام سرداران اور گاؤں والے پہاڑی پر گئے۔ سب کے سب یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ جھنڈا تو پہاڑی پر لگا ہوا تھا لیکن نوجوان مردہ حالت میں پڑا ہوا تھا۔ اس نوجوان نے ایک بڑی چادر پہنی ہوئی تھی۔ اور وہ چادر جھنڈے کے ڈنڈے میں پھنسی ہوئی تھی۔ سب سوچ میں پڑ گئے کہ آخر یہ شخص مرا کیسے؟ اُن لوگوں میں ایک ذہین شخص موجود تھا۔ اُس نے کہا کہ نوجوان کسی طرح پہاڑی پر تو پہنچ آیا لیکن اُس کے دل میں خوف تھا۔ جب نوجوان نے جھنڈا زمین میں گاڑھا تو اس نوجوان کی چادر کا کنارہ جھنڈے کے ڈنڈے کے ساتھ زمین میں دھنس گیا۔ جب نوجوان واپس آنے کے لیے اُٹھا تو اس کی چادر کو کھچاؤ لگا۔ اُس نوجوان کے دل میں خیال آیا کہ مجھے کسی چیز نے پکڑ لیا ہے۔ وہ نوجوان اس ڈر سے مر گیا۔ اس طرح پیسوں کی لالچ میں آ کر نوجوان اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ اور اس کے دل کا ڈر اس کی موت کی وجہ بنی۔

☆☆☆

مسئلہ کشمیر اور ہمارے ادیب

ڈاکٹر طاہر مسعود

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ مرحوم کے مشہور رسالے ترجمان القرآن کے ان دنوں عملاً کرتا دھرتا سلیم منصور خالد ہیں جو دائیں بازو کے نہایت روشن خیال دانشور اور بہت سی کتابوں کے مصنف، مرتب اور مولف ہیں۔ان کی تازہ مرتبہ کتاب کشمیر پر چھپی ہے۔''کشمیر 5 اگست 2019 کے بعد'' 534

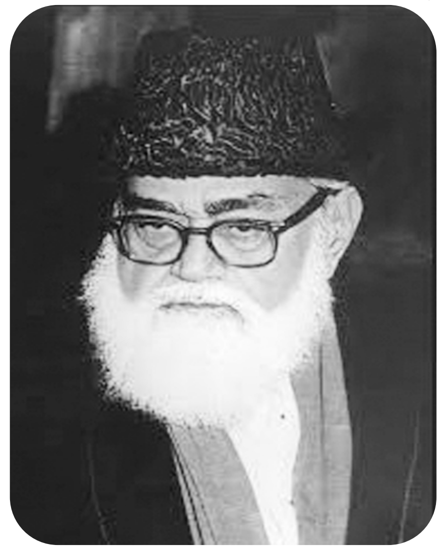

صفحات پر مشتمل اس معلومات افزا کتاب میں 66 مضامین ہیں جو ترجمان میں شائع ہوئے اور جنہیں سلیم منصور خالد نے اشاریہ کے ساتھ نہایت سلیقے سے مرتب کر کے اسے ایک قابل مطالعہ کتاب بنا دیا ہے۔یوں تو کتاب میں کشمیر کے دیرینہ مسئلے کے تازہ ترین پہلوؤں پر ہر طرح تجزیاتی اور مطالعاتی مضامین شامل ہیں لیکن سلیم منصور صاحب نے اس خاکسار کو کتاب بھجواتے ہوئے اس کے چند صفحات کی نشان دہی اس ہدایات کے ساتھ کی کہ انہیں ضرور پڑھیں اور جب میں نے ان صفحوں کو پلٹا تو گہری سوچ میں پڑ گیا۔

اس کالم کا موضوع ہی چند صفحات ہیں جن میں اس سوال سے بحث کی گئی ہے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ ہمارے ملک کے ادیب، شاعر اور دانشور حضرات مسئلہ کشمیر سے لاتعلق اور بیگانہ ہیں۔ اس لاتعلقی اور بیگانگی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پروفیسر فتح محمد ملک نے اپنے مضمون میں اشفاق احمد کے ایک دل دہلانے دینے والے افسانے کا حوالہ دیا ہے۔افسانہ کچھ اس طرح کا ہے کہ ایک مظلوم کشمیری لڑکی شازیہ اردو کے ممتاز ادیبوں اور شاعروں کے پاس باری باری جاتی ہے اور ان سب سے کشمیر کے مسلمانوں کے حقوق کی پامالی کا تذکرہ کرتی ہے اور کہتی ہے کہ وہ اس مسئلے پر قلم اٹھائیں لیکن ہر ادیب شاعر کوئی نہ کوئی وجہ بیان کر کے اس انسانی مسئلے سے پہلوتہی کرتا ہے۔ مثلاً کوئی ادیب کہتا ہے''میں انسان دوستی پر یقین رکھتا ہوں اور سیاسی مسئلے مسائل پر نہیں لکھتا،'' کوئی جواز پیش کرتا ہے میں ساختیات اور علم عروض کا آدمی ہوں۔مسئلہ کشمیر سے میرا کیا تعلق؟ شازیہ ادیبوں و شاعروں سے مایوس ہو کر فلم سازوں کے پاس جاتی ہے کہ وہ اس مسئلے پر فلم بنا کر قومی اور عالمی ضمیر کو جھنجوڑیں لیکن وہاں سے بھی اسے ٹکا سا جواب مل جاتا ہے۔آخر میں شازیہ افسانے کے واحد متکلم یا افسانہ نگار اشفاق احمد کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہتی ہے''آپ کو تو اس بات کا خوف نہیں ہے انکل کہ اگر آپ نے مظلوم کشمیریوں یا ستم رسیدہ افغانیوں کے حق میں کچھ لکھا تو لوگ آپ کو مذہب پسند سمجھنے لگیں گے؟ آپ کو 'تنگ نظر' 'کوتاہ بیں' 'قدامت پسند اور بنیاد پرست کہہ کر روشن خیال دائروں میں آپ کا داخلہ بند کر دیں؟ افسانہ تو یہاں پہنچ کر ختم ہو جاتا ہے لیکن اپنے پیچھے بہت سارے سوالات چھوڑ جاتا ہے۔آخر کیا وجہ ہے کہ ہمارے ادیب ہمارے دانشوار ان قومی مسائل سے جو ہمارے سلگ رہے ہیں، ان پر قلم نہیں اٹھاتے۔مسئلہ کشمیر ہو یا مسئلہ افغانستان ڈھاکہ میں پھنسے ہوئے ڈھائی لاکھ مظلوم بہاری (پاکستانی) ہوں یا ملک کے بے شمار زندہ مسائل ان پر ہمارے ادیب و دانش ور قلم اٹھاتے ہیں اور نہ ان پہ مختلف فورموں پہ آواز بلند کرتے ہیں۔سلیم منصور خالد کی اس کتاب میں بھی اکثریت ان صحافیوں، دانشوروں اور رہنماؤں کی ہے جو کشمیر یا بھارت سے یا مغرب سے تعلق رکھتے ہیں۔ مجھے جب یہ کتاب موصول ہوئی اور ساتھ میں سلیم منصور خالد کا خط کہ فلاں فلاں صفحات کو ضرور پڑھیے اور جب ان صفحوں پر میں نے یہ گلہ شکوہ پڑھا تو میں نے جواباً سلیم منصور کو صاحب کو واٹس ایپ کیا

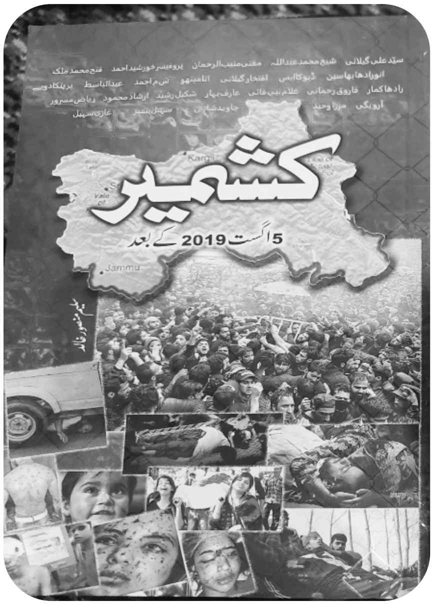

کہ اب سے کئی برس قبل جب میں بچوں کے مقبول رسالے آنکھ مچولی کا ایڈیٹر تھا تو رسالے کا کشمیر نمبر نکالا تھا جو خاصا ضخیم تھا اور جسے ایوارڈ بھی ملا تھا لیکن یہ سچ ہے کہ بحیثیت کالم نگار یا مضمون نگار میں نے مسئلہ کشمیر پر کبھی کچھ نہیں لکھا۔شاید اس کا سبب یہ ہو کہ میں اپنے دل میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے کشمیری بھائیوں نے تقسیم کے وقت پاکستان میں شمولیت کی تحریک نہ چلا کر اور قائداعظم کی دعوت شمولیت کو شیخ عبداللہ نے ٹھکرا کر کشمیر کی

غلامی پر دستخط کر دیئے تھے۔یہی وہ موقع تھا جس کے بارے میں شاعر نے کہا ہے کہ لمحوں نے خطا کی تھی صدیوں نے سزا پائی۔

بلاشبہ کشمیری بھائیوں نے بہت تاخیر کردی اور وہ زمانہ جو آزادی کی تحریکوں کا گولڈن عہد تھا، وہ معاہدہ تاشقند و شملہ اور شیخ عبداللہ کے ٹرائیکا کی نذر کردیا اور 1989ء میں کروٹ لی تو معاملہ یہ بنا‘‘۔۔۔ چھٹے اسیر تو بدلا ہوا زمانہ تھا۔۔ایک طرف سرد جنگ ختم ہوئی تو دوسری طرف نائن الیون کا ملبہ آن گرا۔ یوں لاکھوں قربانیوں کے باوجود مشق ستم طویل تر ہوتی گئی۔ ہمارے مقتدر حلقوں کی بدحواسیوں اور لاپرواہیوں نے ظلم وزیادتی کی دیوار کو مضبوطی عطا کی ۔ اللہ روشنی کا روزن کھولے تو کوئی بات بنے۔

اس کے جواب میں سلیم منصور خالد صاحب نے لکھا:’’بلاشبہ کشمیری بھائیوں نے بہت تاخیر کردی اور وہ زمانہ جو آزادی کی تحریکوں کا گولڈن عہد تھا، وہ معاہدہ تاشقند و شملہ اور شیخ عبداللہ کے ٹرائیکا کی نذر کردیا اور 1989ء میں کروٹ لی تو معاملہ یہ بنا‘‘۔۔۔ چھٹے اسیر تو بدلا ہوا زمانہ تھا۔۔ایک طرف سرد جنگ ختم ہوئی تو دوسری طرف نائن الیون کا ملبہ آن گرا۔ یوں لاکھوں قربانیوں کے باوجود مشق ستم طویل تر ہوتی گئی۔ ہمارے مقتدر حلقوں کی بدحواسیوں اور لاپرواہیوں نے ظلم وزیادتی کی دیوار

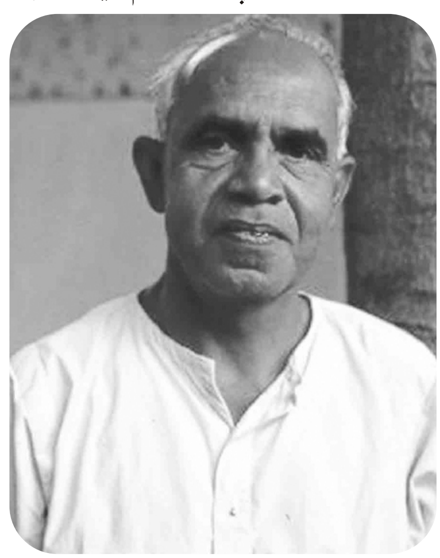

کو مضبوطی عطا کی ۔ اللہ روشنی کا روزن کھولے تو کوئی بات بنے۔

سلیم خالد منصور کے اس چشم کشا جواب کے بعد مزید کچھ لکھنے کو نہیں رہا تھا لیکن یہ سوال اپنی جگہ پھر موجود ہے کہ ہمارے

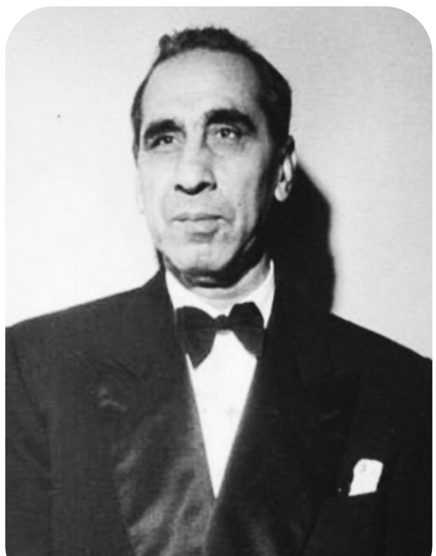

ادیب وشعراء، ہمارے ناول نگار کیوں قومی مسائل سے بیگانہ نظر آتے ہیں۔ فتح محمد ملک اپنے مضمون میں بتاتے ہیں کہ قیام پاکستان کے فوراً بعد ہندوستانی ادیبوں نے کشمیر کی بابت ہندوستانی حکومت کے نقطہ نظر کی تائید میں ایک بیان جاری کیا تھا۔اس کے جواب میں محمد حسن عسکری، محمد دین تاثیر، صوفی تبسم ،فیض احمد فیض اور احمد شاہ پطرس بخاری نے پاکستانی ادیبوں کی طرف سے حکومت پاکستان کے نقطہ نظر کی حمایت میں مسئلہ کشمیر کی بابت جاری کیا تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب محمد حسن عسکری نے پاکستانی ادب اور اسلامی ادب کا بھی اردو ادب میں ڈول ڈال رکھا تھا۔لیکن جیسے جیسے ادب پر زوال وانحطاط کی گھٹائیں چھائی گئیں، ادیب وشعرا حضرات کی دلچسپی بھی فقط ذہنی اور جذباتی مسائل کی دنیا تک محدود ہوتی گئی اور سچی بات تو یہ ہے کہ کشمیر سے تمام تر جذباتی وابستگی کے باوجود مسئلہ کشمیر کی بابت اجتماعی سطح پر ایک بے بستگی پائی جاتی ہے۔اسکی وجہ غالباً یہ ہے کہ بحثییت قوم جس طرح کے گھمبیر سیاسی ،معاشی اور تہذیبی مسائل میں گھرے ہوئے ہیں اور جن بحرانوں کا ہم شکار ہوتے چلے گئے ہیں کہ ہم پہلے اپنے گھر کی فکر کریں یا دوسرے کے مسئلے میں پڑیں۔

ہر چند کہ ہمارے عوام کے دل آج بھی کشمیریوں کے ساتھ دھڑکتے ہیں اور ایک کشمیری ہی کیا افغانستان ،چیچنیا اور بوسنیا اور فلسطین بھی، ان سارے خطوں کے دکھ درد میں ہمارے عوام برابر کے شریک ہیں لیکن اپنی درماندگی کے باعث ہم خود اپنی پریشانیوں اور اذیتوں ہی سے نہیں نکل پاتے۔ تیرہ بختی کے اس دلدل سے نجات ملے تو دور پرے کے بھائیوں کی بھی مدد کریں۔ کیونکہ اس میں کیا شبہ ہے کہ اہل وطن میں مسلم امہ کا جیسا درد پایا جاتا ہے شاید ہی کسی اور برادر اسلامی ملک میں ہو، ترکیہ اور سعودی عرب کو چھوڑ کے۔ سلیم منصور خالد کی یہ کتاب نہایت لائق مطالعہ اور سلیقے ونظم وترتیب سے مرتب کی گئی ہے جسے منشورات نے شائع کیا ہے۔

بشکریہ 92نیوز

☆☆☆

اسرائیلی دوروں پر ریاستی ابہام

بار بار پاکستان سے تعلق رکھنے والے غیر ریاستی عناصر کے اسرائیل جانے آنے کی اطلاعات، نت نئی باتیں اس معاملے میں مسلسل بے معنی قرار نہیں دی جا سکتیں۔

منصور جعفر

مشرق وسطیٰ کی سیاست میں ایک مرتبہ پھر تیزی آ گئی ہے۔ مختلف ممالک کے 'ریاستی عناصر' متحرک ہو چکے ہیں جبکہ 'غیر ریاستی عناصر' بھی میدان میں اتارے جا چکے ہیں۔ ماضی میں 'غیر ریاستی عناصر' کی اصطلاح صرف مسلح جنگجوؤں کے لیے استعمال ہوتی تھی جنہیں جنگی نوعیت کی 'پراکسیز' کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ اب ان کی جگہ 'غیر جنگی پراکسیز' کے لیے غیر مسلح 'غیر ریاستی عناصر' کو متحرک کیے جانے کا رجحان غالب آ رہا ہے۔

یقیناً یہ 'غیر ریاستی عناصر' بعض ریاستوں کے لیے وہ کام کر دکھاتے ہیں جو ریاستیں خود کریں تو انہیں کئی طرح کے ردعمل اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔ اس پس منظر میں کافی زیادہ تعداد میں انسانی وسائل وافرادی قوت کے علاوہ غیر حکومتی تنظیموں کی دستیابی ممکن ہو گئی ہے۔ مشرق وسطیٰ کے حوالے سے سرگرم ہونے والے یہ 'غیر ریاستی عناصر' کون ہیں؟ انہیں کون متحرک کرتا ہے؟ اس بارے میں ذکر ذرا بعد میں کرتے ہیں۔ پہلے اس غیر معمولی پیش رفت کا تذکرہ ضروری ہے جو مشرق وسطیٰ کے امن عمل کے پس منظر میں 20 برس کے وقفے کے بعد سعودی عرب نے از سر نو بحال کرنے کا عندیہ دیا ہے۔

سعودی عرب کے شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز نے مشرق وسطیٰ میں قیام امن کے لیے 2002 میں جو منصوبہ پیش کیا تھا اس کی اہم ترین بات یہ ہے کہ اسے تمام عرب دنیا اور مسلم دنیا سمیت فلسطینیوں نے بھی اسی وقت تسلیم کر لیا تھا۔ بلاشبہ ایک مقامی مسئلے کا ادراک مقامی اور عرب دنیا یا مسلم دنیا میں ہو سکتا تھا۔ اس لیے شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز مرحوم کے اس ویژن کا ایک مثبت پہلو یہ بھی تھا کہ اس سے مشرق وسطیٰ سے تعلق نہ رکھنے والے عناصر کی مداخلت کا امکان بھی کم کیا جا سکتا تھا۔

یہ کہنے میں کوئی باک نہیں ہے کہ مشرق وسطیٰ کے نہ صرف امریکہ اور اس کے ہمنوا دیگر یورپی ممالک مشرق 'نان مڈل ایسٹ ایکٹرز' (وسطیٰ سے تعلق نہ رکھنے والے عناصر) ہیں بلکہ

خود اسرائیل بھی ایسا ہی ایک عنصر ہے۔ یہ ایک اجنبی کاشت پودا ہے۔ اسے یورپی ممالک کی تلچھٹ بھی کہا جا سکتا ہے، یہ اگر مقامی لوگوں پر مشتمل نہیں ہے۔

اسرائیلی قبضے کو یقینی بنانے کے لیے یہودی تنظیمیں، جنہیں آج کی اصطلاحات میں دہشت گرد سے کم قرار نہیں دیا جا سکتا، ان سے لے کر ناجائز قابض اسرائیلی ریاست کے حکمران بننے والے ابتدائی برسوں کے تقریباً سارے لوگ نہ صرف دہشت گرد یہودی تنظیموں کے بانی مبانی اور عہدیدار تھے بلکہ شرق اوسط کے لیے اجنبی بھی تھے۔

اسرائیل کی موجودہ آبادی میں ایک بڑی تعداد انہی یہودیوں پر مبنی ہے جن کا آبائی علاقہ کوئی اور ہے مگر قابض اسرائیلی اتھارٹی نے انہیں محض اس لیے لا کر فلسطین کی زمین میں بسا دیا کہ فلسطینی آبادی کا تناسب تبدیل کر سکے۔ نہ صرف یہ بلکہ فلسطینیوں کی شناخت بھی بدل سکے۔ رہی بات امریکہ اور یورپی ممالک کی تو وہ تو اسرائیلی یہودیوں کی طرح ہی نان مڈل ایسٹ ایکٹرز ہیں۔ اس منظر نامے میں مملکت کا پیش کردہ 2002 کا عرب امن منصوبہ یقیناً ایک بہتر آپشن ہو سکتا ہے۔ سعودی عرب کا اپنے 20 سال پرانے امن منصوبے کی بات کرنا خوش آئند سمجھا جا سکتا ہے۔

سعودی امن انیشیٹو ان معنوں میں بھی ایک بہتر انتخاب ہو سکتا ہے کہ اس پر نان مڈل ایسٹ ایکٹرز کے علاوہ تقریباً سبھی کا اتفاق ہے حتیٰ کہ او آئی سی کے رکن ممالک کا بھی اس پر اتفاق ہے۔ صرف امریکہ، یورپ اور اسرائیل کا اس پر اتفاق نہ تھا اس لیے امریکہ نے اپنا منصوبہ پیش کیا جسے آج معاہدہ ابراہم کا نام دیا جاتا ہے۔ اگر کوئی یہ سوال کرتا ہے کہ کیا وجہ ہوئی کہ امریکہ نے سعودی عرب کا پیش کردہ ایک متفق علیہ قسم کا امن منصوبہ

اختیار کرنے یا اس کو آگے بڑھانے کی بجائے اپنا فارمولا پیش کر دیا تو فطری سی بات ہے، اسے مشرق وسطیٰ کے بارے میں امریکی عزائم اور اسرائیل نوازی کے علاوہ کچھ نہ کہا جا سکے گا۔ اس کی ایک وجہ اس سے پہلے امریکی نگرانی میں ہونے والے کیمپ ڈیوڈ اور اوسلو معاہدے بھی ہیں کہ دونوں میں پیش نظر مسئلہ فلسطین کا منصفانہ حل یا مشرق وسطیٰ میں پائیدار امن ہرگز نہ تھا بلکہ اسرائیل کا بچاؤ اور تحفظ تھا اور اسرائیلی بالادستی تھی۔

اس ماحول میں سعودی عرب کا اپنے 20 سال پرانے امن منصوبے کی بات کرنا خوش آئند سمجھا جا سکتا ہے۔ لیکن دوسری جانب مشرق وسطیٰ سے تعلق نہ رکھنے والے عناصر کی سرگرمیاں دیکھ کر ہر ذی شعور کا ماتھا ضرور ٹھنکتا ہے۔ سعودی عرب اور خطے کے دیگر ممالک سے بہتر کون جان سکتا ہے کہ فلسطینی عوام کو ان کے حقوق سے محروم رکھ کر اور ناراض کر کے خطے میں امن کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔ جسے امریکہ اور اسرائیل 'نارملائزیشن' کا نام دے رہے ہیں اس سے کوئی بڑا تنازع اس خطے کے لیے جنم لے سکتا ہے۔

اس لیے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ سعودی عرب نے اپنے امن منصوبے کو بحال کر کے خطے میں حقیقی امن اور تنازعے کے منصفانہ حل کی بنیاد رکھ دی۔ تاہم لازم ہے کہ امریکہ خود اپنے مشرق وسطیٰ کے بارے میں پیش کردہ تصورات سے دستبرداری کر کے مسئلے کے مقامی حل کا موقع دے۔ یہی راستہ ہے کہ خطے کے ممالک کی غالب آبادی بشمول فلسطینی جنہوں نے 75 سال مشکلات ومصائب کے دیکھے ہیں وہ بھی نارمل زندگی میں کی طرف آ سکیں۔ نارملائزیشن کی اگر کسی کے لیے ضرورت ہے تو وہ فلسطینی عوام ہیں جنہیں ان کی سرزمین پر معمول کی زندگی کا حق ملنا چاہیے۔

سعودی عرب اور مشرق وسطیٰ کے دیگر ممالک اس بات کو کہیں زیادہ بہتر سمجھ سکتے ہیں کہ فلسطینی اگر مضطرب اور پریشان ہیں تو اس کے اثرات پورے مشرق وسطیٰ میں پر اضطرابی ماحول کو جنم دیں گے۔

قبلہ اول کو اسرائیلی کنٹرول میں دیے جانے کے مضمرات سے بھی سعودی عرب، اردن اور خطے کے دیگر ممالک سے زیادہ کوئی آگاہ نہیں ہو سکتا کہ قبلہ اول کی دینی حیثیت، اس کی حفاظت کے تقاضے اور اس میں دیا جلائے رکھنے کی پیغمبر اسلام کی ترغیب اس بات کی متقاضی ہے کہ مشرق وسطیٰ میں کوئی ایسا حل قبول نہ کیا جائے جو بالآخر مسلمانوں کے قبلہ اول کو یہودی معبد بنانے کا باعث بنے۔ اسرائیل بجائے خود ایک 'ابنارمل' شناخت ہے۔ اس کی آبادی کا بڑا حصہ غیر معمولی طریقے سے آباد کیا گیا ہے۔ اس لیے اس کے لیے نارملائزیشن کا مطالبہ تعجب انگیز ہے۔ مملکت کا پیش کردہ عرب امن منصوبہ کہیں زیادہ اس امر کا مستحق ہے کہ اسے عملی شکل دینے کے لیے اقوام متحدہ، او آئی سی، عرب لیگ اور دیگر عالمی تنظیمیں، ادارے اور فورم اپنا کردار ادا کریں۔ اسی کے بدولت فلسطین مزاحمت کار نارمل زندگی میں لوٹ سکیں گے اور یہی راستہ ہے کہ ایران یا کسی اور ملک کو اپنی 'پراکسیز' بنانے سے روکا جائے۔

ایک اور اچھی پیش رفت الجزائر کے حالات سے ہوئی ہے کہ اس نے بھی فلسطینی تنظیموں کو ایک میز پر بٹھانے کی نوید سنائی ہے۔ اکتوبر کے شروع میں ایک بار پھر فلسطینی باہمی اختلاف کے خاتمے کے لیے بیٹھیں گے۔ بلاشبہ 2006 سے بھی پہلے سے ان اختلافات کی جڑیں موجود ہیں۔ ایک مشکل مرحلہ ہوگا مگر جو فلسطینی اسرائیل یا کسی اور غیر فلسطینی شناخت حتیٰ کہ 'نان مڈل ایسٹرن ایکٹر' کے ساتھ چل سکتے ہیں، کیا وجہ ہے کہ انہیں فلسطینیوں کے اکھٹے اور متحد ہونے کی طرف قائل نہ کیا جا سکے۔ اس میں بنیادی اصول قبلہ اول کی آزادی، فلسطینی سرزمین کی آزادی، فلسطینیوں کے حق کی واپسی، اسرائیلی قید سے فلسطینی قیدیوں کی رہائی کے علاوہ دیوار برلن کی طرح فلسطینیوں کو باہم تقسیم کر دینے والی نسلی امتیاز کی مظہر اسرائیلی دیوار کو گرانے پر متفق نہ ہوں۔

ایک اور دلچسپ پیش رفت بھی رواں ہفتے منگل کو منظر عام پر آئی ہے۔ اس میں پاکستان اور انڈونیشیا کا ذکر ہے اور اس اطلاع یا پیش رفت کا انکشاف اسرائیلی اخبار 'یروشلم پوسٹ' نے کیا ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ اسرائیل کے حوالے سے جن امور، واقعات یا اقدامات کا تعلق پاکستان کے حوالے سے ہوتا ہے وہ بالعموم غیر ملکی میڈیا میں پہلے آتی ہیں۔ بعد ازاں پاکستان کا الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا ان خبروں کی جوگالی کرتا ہے۔ پاکستان کا دفتر خارجہ اور حکومت ہمیشہ اس کی گول مول سی روایتی تردید کرتے نظر آتے ہیں۔ ایک رٹی رٹائی طوطا کہانی کی طرح۔ جس پر اعتبار کریں تو نقصان، نہ کریں تو نقصان۔ اگرچہ حقائق بتاتے ہیں کہ پاکستان کے سابق وزیر خارجہ خورشید قصوری بھی اسرائیلیوں سے ملاقاتوں کا فیض پا چکے ہیں۔ 'یروشلم پوسٹ' کا انکشاف انڈونیشیا اور پاکستان کے شہریوں کے وفود کے حوالے

سے ہے جو ان دنوں اسرائیل کے دورے پر ہیں۔ پاکستان اور انڈونیشیا میں کئی شعبوں میں مماثلت ہے اور کئی باتیں مختلف ہیں۔ دونوں آبادی کے اعتبار سے باہم 'مقابلے' کی فضا میں رہ چکے اسلامی ممالک ہیں۔

جکارتہ اور اسلام آباد سعودی عرب کے علاوہ امریکہ کے بھی بہت قریب ہیں۔ دونوں کے ہاں اپنے اپنے معاشی و دیگر مسائل رہتے ہیں۔ دونوں کے جذباتی عوام سڑکوں پر قبلہ اول سے محبت کا اظہار 'القدس لنا' کے فلک شگاف نعرے لگا کر کرتے ہیں۔ اس لیے دونوں کے 'وفوذ' کا ایک ہی وقت میں اسرائیل میں موجود ہونا اہم ہے۔ انڈونیشیا اسرائیل کے ساتھ تعلقات میں کس حد تک جا سکتا ہے؟ اس سوال سے زیادہ اہم پاکستان کا معاملہ ہے کہ اسرائیل کے بارے میں پاکستان اور اس کے رہنے والوں کی سوچ کئی پہلوؤں سے اہم رہی ہے۔ یہ ایک جوہری اسلامی ملک بھی ہے۔ کیا یہ بھی فلسطینیوں کے لیے 'بروٹس' بننے جا رہا ہے؟

بار بار پاکستان سے تعلق رکھنے والے غیر ریاستی عناصر کے اسرائیل جانے آنے کی اطلاعات، نت نئی باتیں اس معاملے میں مسلسل بے معنی قرار نہیں دی جا سکتیں۔ جمعیت علمائے اسلام کے رہنما اجمل قادری سے لے کر میڈیا سے تعلق رکھنے والے احمد قریشی اور اب مشرف دور کے کرکٹ بورڈ کے سربراہ اور نائب وزیر کے عہدے پر فائز رہنے والے نسیم اشرف کے ایک بڑے وفد کے ساتھ اسرائیل جانے کی خبر اہم ہے۔

افراد کے علاوہ بین المذاہب مکالمے اور بین المذاہب ہم آہنگی جیسے فورمز بھی مشرق وسطیٰ کے مستقبل کے لیے غیر ریاستی عناصر کے طور پر کود چکے ہیں۔ تنظیم شراکہ کے زیر اہتمام چند پاکستانی اور پاکستانی نژاد امریکی شہریوں پر مشتمل ایک وفد 18 ستمبر سے اسرائیل کے دورے پر ہے۔ (شراکہ)

حیرانی کی بات یہ ہے کہ ان سب کی امن کوششوں کا انتساب اسرائیل سے شروع ہو کر اسرائیل پر ختم ہو جاتا ہے۔ قابل غور پہلو یہ بھی ہے کہ یہ سب 'وایا بٹھنڈہ' ہی اسرائیل کیوں پہنچتے ہیں؟ انہیں وہاں تک رسائی کی سہولت امریکہ ہی کیوں دیتا ہے؟ کیا وجہ ہے کہ پاکستانی شہری ہونے کے باوجود اسرائیل

> قبلہ اول کو اسرائیلی کنٹرول میں دیے جانے کے مضمرات سے بھی سعودی عرب، اردن اور خطے کے دیگر ممالک سے زیادہ کوئی آگاہ نہیں ہو سکتا کہ قبلہ اول کی دینی حیثیت، اس کی حفاظت کے تقاضے اور اس میں دیا جلائے رکھنے کی پیغمبر اسلام کی ترغیب اس بات کی متقاضی ہے کہ مشرق وسطیٰ میں کوئی ایسا حل قبول نہ کیا جائے جو بالآخر مسلمانوں کے قبلہ اول کو یہودی معبد بنانے کا باعث بنے۔ اسرائیل بجائے خود ایک 'ابنارمل' شناخت ہے۔ اس کی آبادی کا بڑا حصہ غیر معمولی طریقے سے آباد کیا گیا ہے۔ اس لیے اس کے لیے نارملائزیشن کا مطالبہ تعجب انگیز ہے۔

میں انہیں کبھی شک کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا؟ اس سے بھی اہم بات یہ کہ خود پاکستان کی حکومت، ریاست اور ادارے ان کے بارے میں کبھی تشویش میں مبتلا نظر آتے ہیں نہ کسی شک میں۔ کبھی کسی سے باز پرس کی گئی نہ ڈی بریفنگ کے عمل سے گزارا گیا۔ کہ 'چناں کتھے گذاری ائی رات وے؟'

غیر ریاستی عناصر میں یہ لوگ سفارتی رابطہ کاری اور برف پگھلانے کا ذریعہ بن رہے ہیں۔ ان کے علاوہ دنیا کے دوسرے ممالک کی طرح پاکستان کا میڈیا بھی ایک بڑے 'نان سٹیٹ ایکٹر' کے طور پر سامنے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے اہم ترین مانے جانے والے میڈیا ہاؤسز پاکستانی عوام کے اعتقادات، نظریات، تصورات، رجحانات، معاملات اور مفادات سے الگ راستے پر چلنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ پاکستانی عوام بھی ان 'مین سٹریم' میڈیا ہاؤسز کے خیالات اور معاملات کو اپنے سے دور سمجھنے لگے ہیں۔

یہ ابلاغی ادارے اور ان میں بوجوہ اہم قرار پانے والی کئی اہم شخصیات سب غیر ریاستی عناصر کا روپ دھار چکے ہیں۔ اس لیے یہ اسرائیل جائیں یا انڈیا کے ساتھ 'بیک ڈور ڈپلومیسی' کی چھاؤں میں کردار ادا کریں۔ مقصد اور منزل ایک ہی ہے کہ جو کام حکومت اور اس کے ادارے نہ کر سکیں، اس کام کے لیے یہ دستیاب ہیں۔ بشکریہ

https://www.independenturdu.com

٭☆☆☆

انتقال پر ملال

1: شیخ منظور احمد بارہ مولہ کی (والدہ محترمہ) اور شاہد سلیم پٹن کی (ساس صاحبہ) مظفرآباد میں انتقال کر گئی ہیں،

2 سجاد بھائی پیکا اوڑی بارہ مولہ کی (والدہ محترمہ) اور ذاکر اللہ بھائی کپواڑہ کی (ساس صاحبہ) مظفرآباد میں انتقال کر گئی ہیں، 3: عبیداللہ بھائی ادھم پور کی (والدہ محترمہ) مقبوضہ کشمیر میں وفات پا گئی ہیں،

4: شمشیر بھائی ڈوڈہ کی (والدہ محترمہ) مقبوضہ کشمیر میں رحلت کر گئی ہیں

اللہ پاک مرحومین کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر و جمیل عطا کرے۔ آمین

قارئین سے درخواست ہے کہ مرحومین کے لئے خصوصی دعا کریں

محبت خامشی بھی، چیخ بھی ،نغمہ بھی ،نعرہ بھی

نہیں ہوتیں کبھی ساحل کے ارمانوں سے وابستہ
ہماری کشتیاں رہتی ہیں طوفانوں سے وابستہ
ہمارا ہی جگر ہے یہ ہمارا ہی کلیجہ ہے
ہم اپنے زخم رکھتے ہیں نمکدانوں سے وابستہ
نہ لے چل خانقاہوں کی طرف شیخ حرم مجھ کو
مجاہد کا تو مستقبل ہے میدانوں سے وابستہ
میں یوں رہزن کے بدلے پاسباں پردار کرتا ہوں
مرے گھر کی تباہی ہے نگہبانوں سے وابستہ
ہماری بے قراری کو نہ چھیڑ و مطمئن لوگو!
کہ تقدیرِ سکوں ہے ہم پریشانوں سے وابستہ
کہیں مسلی ہوئی کلیاں،کہیں روندے ہوئے غنچے
بہت سی داستانیں ہیں شبستانوں سے وابستہ
مورخ! تیری رنگ آمیز یاں تو خوب ہیں لیکن
کہیں تاریخ ہوجائے نہ افسانوں سے وابستہ
ابھی یہ چلتے چلتے دیکھ لیتے ہیں خراشوں کو
ابھی کچھ اور زنجیریں ہیں دیوانوں سے وابستہ
محبت خامشی بھی ،چیخ بھی ،نغمہ بھی ،نعرہ بھی
یہ اک مضمون ہے کتنے ہی عنوانوں سے وابستہ
حفیظ میرٹھی کو کون پہچانے کہ بے چارہ
نہ ایوانوں سے وابستہ، نہ دربانوں سے وابستہ

شاعر اسلام حفیظ میرٹھیؒ

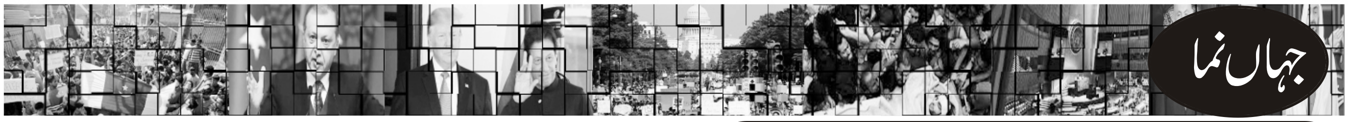

بھارت میں ہر گھنٹے ایک کسان خودکشی کر رہا ہے: کانگریس

کشمیرالیوم (مانیٹرنگ ڈیسک) کانگریس نے کہا ہے کہ مودی حکومت کی کسان مخالف پالیسیوں کی وجہ سے کسان بری طرح متاثر ہو رہے ہیں اور زمینی صورتحال اتنی خراب ہوگئی ہے کہ ملک میں ہر گھنٹے اوسطاً ایک کسان خودکشی کرنے پر مجبور ہو رہا ہے۔ کانگریس کی ترجمان سپریہ شرینیت نے پارٹی ہیڈکوارٹر میں ایک پریس کانفرنس میں مودی حکومت کو کسان مخالف قرار دیتے ہوئے کہا کہ 2021 میں زراعت سے وابستہ کل 10,881 لوگوں نے خودکشی کی ہے۔ اس طرح ہر روز 30

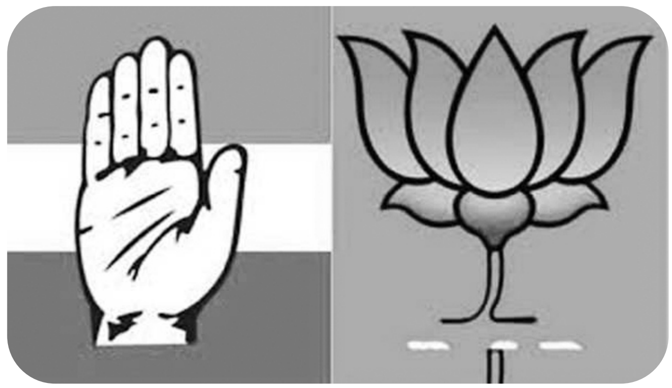

کسانوں خودکشی کی جبکہ گزشتہ سال ہر گھنٹے میں ایک کسان خودکشی کرنے پر مجبور ہوا ہے۔

کانگریس کی ترجمان نے نیشنل کرائم ریکارڈ بیورو (این سی آر بی) کے اعداد وشمار کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ 2014 سے 2021 تک ملک میں 53 ہزار 881 سے زیادہ کسانوں نے خودکشی کی ہے۔ اس طرح ہر روز 21 کسان مفلسی اور مایوسی کی حالت میں خودکشی کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ انہیں یہ انتہائی قدم اٹھانے پر کس نے مجبور کیا؟ انہوں نے اسے مودی حکومت کی ناکامی کا نتیجہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ ملک میں لوگوں کے کھانے کیلئے اناج پیدا کرنیوالے کسانوں کی اس قابل رحم حالت کے باوجود وزیراعظم نریندر مودی تماشا کرنے اور اپنے جھوٹ کو پھیلانے میں مصروف ہیں۔

انہوں نے کہا کہ خودکشی کرنے والے کسان اپنی بے بسی کا الزام مودی پر لگا رہے ہیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے مہاراشٹر کے ایک کسان دشرتھ لکشمن کیداری کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ پنے کے اس کسان نے خودکشی کی ہے اور اس نے اپنے سوسائڈ نوٹ میں مسٹر مودی کی بے عملی کو اپنی خودکشی کے لئے ذمہ دار ٹھہراتے ہوئے کہا کہ وہ خودکشی کرنے پر مجبور ہے۔ انہوں نے کہا کہ کسان کی خودکشی کا یہ پہلا اور آخری معاملہ نہیں ہے، بلکہ مودی حکومت کی ناکامی کی وجہ سے ایسے واقعات لگاتار ہو رہے ہیں۔ ترجمان نے کہا کہ سب سے بڑی ستم ظریفی یہ ہے کہ اس سال مسٹر مودی کسانوں کی آمدنی کو دوگنا کرنے والے تھے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ آج ملک کے کسان کی اوسط آمدنی فی کس 27 روپے یومیہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ وہی وزیراعظم ہیں جن کی ضد اور تکبر کی وجہ سے کسان تحریک کے دوران 700 کسان ہلاک ہوگئے۔ احتجاج کرنے والے کسان ایک سال تک سڑکوں پر بیٹھے رہے۔

اجمیر شریف جارہے زائرین نے یوپی میں سڑک پر ادا کی نماز، وی ایچ پی کارکنان نے کیا ہنگامہ

کشمیرالیوم (مانیٹرنگ ڈیسک): وشو ہندو پریشد (وی ایچ پی) کے کارکنان نے اتر پردیش کے شاہجہانپور ضلع میں سڑک کے کنارے نماز ادا کرنے کے لیے مغربی بنگال کے مسلم زائرین کے ایک گروپ کو معافی مانگنے پر مجبور کیا۔

اس واقعے کی مبینہ ویڈیو کلپ میں کچھ لوگوں کو کان پکڑ کر، اٹھک بیٹھک کرتے اور معافی مانگتے ہوئے دیکھا جا سکتا ہے۔ آئی اے این ایس کے مطابق یہ واقعہ اس ہفتے کے شروع میں پیش آیا۔

میڈیا رپورٹ کے مطابق سڑک پر نماز ادا کرنے کی اطلاع ملتے ہی وی ایچ پی کارکنان موقع پر پہنچ کر ہنگامہ کرنے لگے۔ کارکنان نے مسلمانوں کو دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ وہ یوپی میں ہیں اور ایسی حرکت دوبارہ نہ کریں۔ بھگوا گمچھا پہنے لوگوں نے کہا کہ وزیراعلیٰ کا حکم ہے کہ سڑک پر نماز نہیں پڑھی جائے گی اور آپ لوگ سڑک پر نماز پڑھ رہے ہو! کارکنان نے کہا کہ آپ قانون کی خلاف ورزی کر رہے ہو، تھانہ چلو! بعد میں انہوں نے نماز ادا کرنے والوں سے معافی بھی منگوائی۔

ویڈیو میں دیکھا جا سکتا ہے کہ وی ایچ پی کے لوگ کہہ رہے ہیں کہ 'تم پورے ملک کو تباہ کر رہے ہو' ان سے سڑک پر اٹھک بیٹھک بھی لگوائی جا رہی ہے۔ نماز پڑھنے والے لوگوں نے کہا کہ انہیں معلوم نہیں تھا کہ نماز کہاں پڑھنی ہے۔ اس کے بعد وی ایچ پی کارکنان پولیس کو بلا لیتے ہیں۔ پولیس کے سامنے یہ ہندو کارکنان کہتے ہین "یہ باہر کے ملا لوگ ہیں، ان پر صحیح سے کارروائی کیجئے۔" سپرنٹنڈنٹ آف پولیس (شاہجہانپور) ایس آنند نے تصدیق کی ہے کہ مغربی بنگال سے کچھ لوگ بس کے ذریعے راجستھان جا رہے تھے، جو شاہجہانپور کے تلہر تھانہ علاقے کے تحت سڑک پر نماز پڑھتے پائے گئے۔ انہوں نے کہا کہ مسلم زائرین پر چالان کیا گیا اور پھر انہیں آگے کے سفر پر روانہ کر دیا گیا۔

آنسوؤں سے کینسر کی تشخیص کرنے والے اسمارٹ لینس

کشمیرالیوم (مانیٹرنگ ڈیسک): سائنس دانوں نے ایسے اسمارٹ لینسز ایجاد کیے ہیں جو آنسوؤں میں موجود کیمیکلز کی شناخت کر کے ابتدائی اسٹیج کے کینسر کی تشخیص کر سکتے ہیں۔اس آلے کی تخلیق سے متعدد اقسام کے امراض کی تشخیص کے لیے کم لاگت والے اسکرین پروگرامز کی ابتداء ہوسکتی ہے۔اس ٹیکنالوجی سے ایگزوسومز نامی ٹرانسپورٹرز کو پکڑتے ہیں۔یہ باریک بلبلوں کے جیسے پیغام رساں ہمارے خون، لعاب، پیشاب اور آنسو کے خلیوں میں موجود ہوتے ہیں اور ان کی سطح پر بھرپور پروٹین ہوتے ہیں جن میں سے کچھ سرطان، وائرل انفیکشن یا زخم سے متاثر ہوتے ہیں۔یہ ایگزوسومز رسولیوں کو قابو کرنے، ان کے نمو پانے اور ان کو پھیلنے سے روکنے میں اثر انداز ہوسکتا ہے جو مزید مخصوص اور مؤثر علاج کے لیے امید کی کرنیں روشن کر رہے ہیں۔علاج میں جلدی کینسر سے بچاؤ کی شرح میں ڈرامائی اضافہ کرتی ہے جبکہ ہر ماہ علاج کے بغیر اموات کی شرح

10 فی صد تک بڑھ جاتی ہے۔

امریکا کے ادارہ برائے بائیومیڈیکل انوویشن کے پروجیکٹ لیڈر پروفیسر علی خادم حسینی کا کہنا تھا کہ یہ لینس انسانی جسم میں موجود ایگزوسومز کی نشان دہی کر سکتا ہے۔یہ لینس ان خلیوں میں پروٹینز کی سطحوں کے ظاہر سیان کے درمیان تفریق کر سکتے ہیں۔اس لینس میں مائیکروچیمبرز میں اینٹی باڈیز ہیں جن سے ایگزوسومز جا کر چپک جاتے ہیں۔

گرمی اور خشک سالی سے 200 سال پرانا درخت پھٹ پڑا

کشمیرالیوم (مانیٹرنگ ڈیسک): عالمی حدت اور خشک سالی کا ایک اور خوفناک نتیجہ امریکا میں اس وقت سامنے آیا کہ جب ایک 200 سالہ درخت مسلسل گرمی اور حدت کے باعث چٹخ گیا جسے درخت کا پھٹنا کہا جا سکتا ہے۔پورٹ لینڈ میں مسلسل سات روز سے ہیٹ ویو کا راج تھا اور درجہ حرارت 95 درجے فارن ہائٹ (35 درجے سینٹی گریڈ) رہا اور ایسٹ مورلینڈ کے علاقے میں خشک سالی بھی شدید تھی جس کی وجہ سے 200 سال قدیم شاہ بلوط کا درخت خشکی سے پھٹ پڑا اور بجلی کے تار متاثر ہونے سے بجلی کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔

درخت سے شاخ کا ایک موٹا ٹکڑا گر گیا جس کا وزن 30 ہزار پونڈ بتایا جا رہا ہے۔تاہم اس واقعے

میں کوئی جانی نقصان نہیں ہوا اور نہ ہی کوئی زخمی ہوا ہے۔تاہم لوگ حیران ہیں کیونکہ یہ ایک تندرست درخت تھا اور تاریخی اہمیت کی بنا پر اس کا خیال بھی رکھا جا رہا تھا۔محکمہ موسمیات کے مطابق پورٹ لینڈ کی تاریخ کی یہ سب سے شدید گرمی کی لہر تھی جو مسلسل سات روز تک جاری رہی تھی۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ گرمی کی شدید لہر انسانوں کے ساتھ ساتھ شجر کے لیے بھی تباہ کن ہوسکتی ہے۔درختوں کے ایک ممتاز ماہر مائیکل جولف نے تصدیق کی ہے کہ گرمی کی وجہ سے درخت تباہ ہوا ہے۔ان کے مطابق شدید حرارت نے درخت کے اندرونی ساخت کو بہت متاثر کیا۔درخت کے ٹشو (بافتوں) میں گیس جمع ہوگئی اور ان کے زور سے وہ دھماکے سے پھٹ گیا۔اگرچہ یہ ایک کمیاب واقعہ ہے لیکن ایسا ہونا عین ممکن ہے۔دوسری جانب درخت کے ٹھوس وجود اور وزن کو بھی اس کا ذمے دار ٹھہرایا گیا ہے۔ماہرین نے خبردار کیا ہے کہ دنیا بھر کے درخت گرمی سے اسی صورتحال سے گزر سکتے ہیں

انگور کھانے سے عمر دراز ہوتی ہے

کشمیرالیوم (مانیٹرنگ ڈیسک) صحت مندانہ طرزِ زندگی بڑی حد تک انسان کو دائمی امراض سے بچانے میں مددگار ثابت ہوسکتا ہے۔ایک تحقیق میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ غذا میں تقریباً دو پیالی انگوروں کا استعمال جگر پر موجود چکنائی کو کم کر کے انسان کی عمر دراز کرتا ہے۔انگور کے استعمال کے فوائد جاننے کے لیے چوہوں کو چکنائی سے بھرپور غذا کھلائی گئی اور ساتھ ہی روزانہ انگور کا سفوف دیا گیا جس کے نتیجے میں چوہوں کے جگر پر چربی کم ہوگئی اور وہ دیگر چوہوں کے مقابلے زیادہ عرصے تک زندہ رہے۔دراصل، چکنائی سے بھرپور غذاؤں کے ساتھ اگر انگوروں کا استعمال بھی کیا جائے تو اینٹی آکسیڈنٹ جینز کی سطح میں اضافہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے قدرتی موت جلدی نہیں آتی۔

سیریز جرنل فوڈ میں شائع ہونے والی یہ تحقیق ویسٹرن نیو انگلینڈ یونیورسٹی کالج آف فارمیسی اینڈ

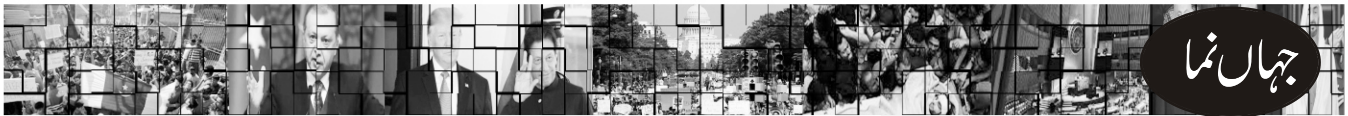

ہیلتھ سائنسز کے ڈین جان پیزوٹو کی رہنمائی میں کی گئی اس تحقیق میں اس بات کا تعین کیا گیا کہ چکنائی سے بھرپور مغربی غذا کے اثرات کا مقابلہ انگور کر سکتے ہیں یا نہیں۔ پروفیسر ڈین جان پیزوٹو کا کہنا ہے کہ تحقیق میں سامنے آنے والی تبدیلی کا تعلق انسان کی 4 سے 5 سال کی زندگی میں

اضافے سے ہوگا۔

افغانستان میں ٹک ٹاک اور پب جی پر پابندی عائد

کشمیرالیوم (مانیٹرنگ ڈیسک): طالبان نے افغانستان میں 23 ملین سے زائد ویب سائٹس بلاک کرنے کے بعد ویڈیو شیئرنگ ایپ ٹک ٹاک اور مقبول گیم پب جی پر پابندی عائد کردی۔ غیر ملکی میڈیا کے مطابق ٹک ٹاک اور پب جی پر پابندی کا فیصلہ طالبان رہنما کے سکیورٹی سیکٹر کے نمائندوں اور شرعی قانون نافذ کرنے والی انتظامیہ کے ساتھ اجلاس میں لیا گیا۔

طالبان نے افغانستان کے ٹیلی کمیونیکیشن اور انٹرنیٹ سروس فراہم کرنے والوں کو سخت ہدایت کی ہے کہ وہ مقررہ وقت کے اندر گائیڈ لائنز پر عمل کریں۔ ٹک ٹاک اور پب جی پر 90 روز کے اندر

پابندی عائد کی جائے گی۔ خیال رہے کہ اس سے قبل طالبان حکومت نے غیر اخلاقی مواد شیئر کرنے والی 23 ملین سے زائد ویب سائٹس پر پابندی لگانے کا اعلان کیا تھا۔ گزشتہ سال طالبان حکومت نے نائیوں پر داڑھی مونڈنے یا تراشنے پر پابندی عائد کی تھی اور ان کا کہنا تھا کہ یہ اسلامی قانون کی خلاف ورزی ہے۔

چینی مشن نے چاند کے نمونوں میں پانی کی بڑی مقدار دریافت کرلی

کشمیرالیوم (مانیٹرنگ ڈیسک): چین کے چھانگ ای 5 تحقیقی مشن کے ذریعے زمین پر واپس لائے گئے چاند کے نمونوں کے تجزیے سے معلوم ہوا ہے کہ چاند کی سطح پر موجود معدنیات میں شمسی ہوا سے حاصل ہونے والے پانی کی مقدار زیادہ ہے۔

چین کی اکیڈمی آف سائنسز کے ماتحت ادارے، انسٹی ٹیوٹ آف جیو کیمسٹری کے محققین کو چاند کی مٹی کے نمونوں میں پانی کی ایک بڑی مقدار ملی، جس کا تخمینہ کم از کم 170 حصے فی 10 لاکھ ہے، جو کہ چاند کی مٹی کے فی ٹن میں 170 گرام پانی کے برابر ہے۔

یہ تحقیق، جو اس ماہ کے شروع میں جریدے نیچر کمیونیکیشنز میں شائع ہوئی تھی، ظاہر کرتی ہے کہ چاند کے معدنیات میں پانی کے اہم ذخائر موجود ہیں۔ جنوری میں، چینی محققین کے ایک گروپ نے پہلی بار چھانگ ای 5 کے ذریعے لائے گئے چاند کے نمونوں میں پانی کی موجودگی کی تصدیق کی تھی۔

جون میں، ایک اور چینی ٹیم نے دعوی کیا تھا کہ چھانگ ای 5 نے لینڈنگ سائٹ پر ہائیڈروکسیل کی شکل میں پانی کی علامات کا پتہ لگایا تھا، لیکن نمونوں میں پانی کی مجموعی مقدار نسبتاً کم تھی۔

اقوام متحدہ کا پاکستان میں دنیا کی سب بڑی گلیشیئر میپنگ کروانے کا فیصلہ

کشمیرالیوم (مانیٹرنگ ڈیسک): اقوام متحدہ کی جانب سے پاکستان کے شمال میں موجود 5 ہزار گلیشیئرز کی میپنگ کروانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اقوام متحدہ کے اس سروے کے ذریعے بڑھتے ہوئے درجہ حرارت اور اس کے نتیجے میں گلیشیئرز کے پگھلنے کی رفتار معلوم کر کے ایک ایسا نظام بنانے کی کوشش کی جائیگی جس سے مستقبل میں موسمیاتی تبدیلیوں کے نتیجے میں ہونے والے تباہی سے بچا ممکن بن سکے اور سیلاب جیسی آفتوں کے حوالے سے پیشگی انتباہ جاری کیا جا سکے۔

☆☆☆

مقبوضہ کشمیر میں خونین معرکے جاری۔۔۔حزب کے 2جوانوں سمیت 9مجاہدین شہید

بھارتی پولیس کے ہاتھوں زیرحراست قیدیوں پر سنگین تشدد۔۔تین کشمیری نوجوان شہید

بھارتی فوج کے جعلی مقابلے عروج پر۔۔۔پانچ شہری شہید

ہمایوں قیصر

16 اگست 2022ء۔۔ضلع راجوری کے علاقے منکوٹ میں بھارتی فوج کے ایک اہلکار نائیک ریڈی نے کیمپ کے اندر پھندہ لگا کر خودکشی کر لی۔

17 اگست 2022ء۔۔مظفرآباد میں آزادی پسند کارکن فیاض احمد وانی ساکنہ راولپورہ قاضی آباد حرکت قلب بند ہونے سے وفات پا گئے۔ بھارتی فوج نے ضلع کپواڑہ کے علاقے ہندواڑہ میں ارشاد احمد، اعجاز احمد بٹ اور نصیر احمد میر سمیت درجنوں کشمیری نوجوانوں کو گرفتار کرلیا ہے۔

19 اگست 2022ء۔۔بھارتی پولیس نے محمد علی حسین کو منگل کو کوٹ بھلوال جیل سے جموں کے علاقے ارنیا میں لے جا کر ایک جعلی مقابلے میں شہید کر دیا جبکہ بھارتی پولیس نے جموں کی کوٹ

کے نتیجے میں سنیل کمار موقع پر ہی دم توڑ گیا۔ضلع راجوری میں ایک معرکے کے دوران بھارتی فوج نے دو مجاہدین کو شہید کرنے کا دعویٰ کر دیا ہے۔جبکہ ایک نوجوانوں کو گولی مار کر زخمی کرنے کے بعد گرفتار کرلیا جو کنٹرول لائن کے قریب اپنے مویشی چرا رہا تھا۔ضلع اسلام آباد کے علاقے سنگم میں مجاہدین نے ایک کارروائی کے دوران سی آر پی ایف کیمپ پر دستی بم سے حملہ کیا جسے کئی اہلکار زخمی ہوگئے۔اس دوران بھارتی فوج کی فائرنگ سے کئی راہ گیر بھی زخمی ہوئے۔

23 اگست 2022ء۔۔ضلع پونچھ سے ایک کشمیری طالب علم کی لاش پراسرار طور پر برآمد ہوئی ہے۔ضلع کٹھوعہ میں ایک بھارتی فوجی ایس پی اوموہن لال نے اپنی بیوی آشا دیوی کو خاندانی جھگڑے کے دوران قتل کر دیا۔ضلع پونچھ کے علاقے مینڈھر کے قریب ایک کھیت میں 24 سالہ

ضلع اسلام آباد کے علاقے پوشکریری علاقے میں حزب المجاہدین سے وابستہ مجاہدین اور بھارتی فوج کے درمیان ایک معرکہ پیش آیا جس کے نتیجے میں بہادری سے لڑتے ہوئے دو مجاہدین دانش احمد بٹ عرف ابوبکر کوکب دوری ولد گلزار احمد بٹ ساکنہ جبلی پورہ بجبہارہ اور بشارت نبی لون عرف ابن قاسم ولد غلام نبی لون ساکنہ فتح پورہ اسلام آباد نے جام شہادت نوش کیا

بھلوال جیل میں ایک اور سیاسی قیدی کو شہید کر دیا۔قیدی منی محمد کی موت بھارتی پولیس، بدنام زمانہ تحقیقاتی ادارے ''این آئی اے''اور جیل حکام کی طرف سے جیل میں تفتیش کے دوران انہیں شدید ہراساں کرنے اور ڈرانے دھمکانے کے بعد ہوئی۔اسی جیل میں بند سیاسی قیدی ضیا مصطفیٰ کو ضلع پونچھ میں جعلی مقابلے میں شہید کیا تھا۔ضلع شوپیاں کے علاقے پڑسو میں ایک ریٹائرڈ ٹیچر عبدالغنی راتھر کی لاش برآمد ہوئی ہے۔ضلع کشتواڑ میں بھارت کے یوم آزادی کے موقع پر اپنے سکولوں پر بھارتی جھنڈا نہ لہرانے پر 9 سرکاری اساتذہ کو معطل کر دیا ہے۔معطل کئے جانے والے اساتذہ میں رفیق احمد، پیارے لال، ایاز احمد، سجاد احمد، غلام محی الدین اور محمد سکندر شامل ہیں۔

20 اگست 2022ء۔۔ سرینگر کے علاقے نشاط میں معمولی نوعیت کے دھماکے میں ایک رکشہ ڈرائیور زخمی ہوگیا۔ضلع راجوری میں بارودی سرنگ کے ایک دھماکے میں بھارتی فوج کا ایک اہلکار زخمی ہوگیا۔ضلع بانڈی پورہ سے ایک نوجوان امتیاز احمد بیگ کو گرفتار کرلیا۔پولیس گرفتاری کا جواز پیش کرنے کے لیے اسے ایک مجاہد تنظیم کا کارکن قرار دیا ہے۔ضلع اسلام آباد کے پہلگام میں سڑک کے ایک حادثے میں کم سے کم 8 بھارتی فوجی ہلاک اور 33 زخمی ہو گئے ہیں۔ضلع شوپیاں کے علاقے چھوٹی گام میں نامعلوم مسلح افراد نے 2 بھائیوں سنیل کمار اور پنٹو کمار پر فائرنگ کی جس

طالبعلم عبدالجبار مردہ پایا گیا۔

24 اگست 2022ء۔۔ بھارتی پولیس نے کشمیر ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کے سابق صدر ایڈووکیٹ میاں قیوم، ایڈووکیٹ منظور ڈار اور ایڈووکیٹ مظفر محمد کو ایڈوکیٹ بابر قادری کے قتل کی تحقیقات کے لئے ان کے گھروں پر چھاپے مارے۔بھارتی فوجیوں نے گزشتہ برس ثاقب منظور نامی ایک نوجوان کو شہید کرنے کے بعد دعویٰ کیا تھا کہ وہ قادری کے قتل میں ملوث تھا۔ بھارتی پولیس نے سوپور قصبے میں تین نوجوانوں شارق اشرف، ثقلین مشتاق اور توفیق حسین کو مجاہدین کے ساتھ کام کرنے کے الزام میں گرفتار کرلیا۔

25 اگست 2022ء۔۔ضلع بانڈی پورہ میں بھارتی فوجیوں نے محمد یوسف اور منظور احمد نامی نوجوانوں کو ضلع کے علاقے پیتھ کوٹ میں تلاشی اور محاصرے کی کارروائی کے دوران گرفتار کیا۔بھارتی فوج نے ضلع بارہمولہ میں کنٹرول لائن کے قریب ایک جعلی مقابلے میں ماورائے عدالت تین بیگناہ کشمیریوں کو شہید کر دیا ہے۔

26 اگست 2022ء۔۔بھارتی تحقیقاتی ایجنسی ''ایس آئی اے'' نے نئی دلی کے اندرا گاندھی انٹرنیشنل ایئرپورٹ سے ایک کشمیری تاجر فاروق احمد نائیکو کو گرفتار کرلیا ہے۔سٹیٹ انویسٹی گیشن ایجنسی (ایس آئی اے) نے فاروق احمد نائیکو کو متحدہ عرب امارات سے نئی دلی ایئرپورٹ پہنچنے پر

گرفتار کیا۔ بھارتی فوجیوں نے انکے والد کو 80 کی دہائی میں بارہمولہ میں دوران حراست شہید کر دیا تھا۔ ''ایس آئی اے'' نے عبدالرشید اور شہید سرتاج احمد کے خلاف غیر قانونی سرگرمیوں کی روک تھام کے کالے قانون ''یواے پی اے'' کے تحت جموں کی ایک عدالت میں فرد جرم دائر کر دی ہے۔ سرتاج احمد کو بھارتی فوجیوں نے 2009 میں شہید کیا تھا۔ سرینگر کے علاقے کا غذگڑی محلّہ کے رہائشی حماد فاروق کے خلاف بدنام زمانہ بھارتی تحقیقاتی ادارے نے ایک جھوٹے مقدمے میں چارج شیٹ دائر کردی۔ ضلع شوپیاں کے علاقے میلہورا علاقے میں ایک بھارتی پولیس ہیڈ کانسٹیبل دل کا دورہ پڑنے سے ہلاک ہوگیا۔

27 اگست 2022ء۔ جموں وکشمیر میں پولیس نے کل جماعتی حریت کانفرنس کی اکائی جموں وکشمیر مسلم لیگ کے کارکن پیر عطا اللہ شاہ کے گھر پر چھاپہ مار کر انہیں گرفتار کر لیا۔ ہندواڑہ کے علاقے میں پیر عطا اللہ کے گھر پر چھاپے کے دوران گھریلو اشیا ءکی توڑ پھوڑ بھی کی۔

29 اگست 2022ء۔ ضلع اسلام آباد کے ڈورو کے علاقے میں ایک پل کے قریب 37 سالہ شخص محمد سلیم کلی کو پُراسرار حالت میں مردہ پایا گیا۔

30 اگست 2022ء۔ ضلع شوپیاں کے علاقے ناگہ بل میں بھارتی فوج نے ایک جھڑپ کے دوران تین مجاہدین کو شہید کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔ شہداء کی شناخت خورشید بٹ، تنویر وانی اور توصیف بٹ کے طور پر ہوئی ہے۔ ذرائع کے مطابق ان تین جوانوں کو گرفتار کرنے کے بعد معرکے کی جگہ پہنچا کر جعلی مقابلے میں شہید کیا گیا ہے۔

31 اگست 2022ء۔ ضلع بارہمولہ کے سوپور کے علاقے بمئی میں مجاہدین اور بھارتی فوج میں جھڑپ ہوئی جس کے نتیجے میں دو مجاہدین محمد رفیع لون ساکنہ نٹھی پورہ بمئی سوپور اور قیصر اشرف ڈار ساکنہ تججان پلوامہ نے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔ بھارتی فوج نے ظالمانہ کارروائی کرتے ہوئے ایک عام شہری کو فائرنگ کا نشانہ بنا کر شدید زخمی کر دیا۔ بھارتی ریاست راجستھان میں پولیس نے ضلع جیسلمیر سے دو بے گناہ کشمیری نوجوانوں کو گرفتار کر لیا ہے۔ پولیس کی ایک ٹیم نے کشمیری نوجوانوں 23 سالہ محمد عباس اور 25 سالہ ممتاز احمد کو بلاوجہ گرفتار کیا جو جموں وکشمیر کے ضلع پونچھ سے تعلق رکھتے ہیں۔

یکم ستمبر 2022ء۔ ضلع پلوامہ کے نیوا علاقے میں نامعلوم بندوق برداروں نے ایک غیر ریاستی باشندے کو گولی مار کر زخمی کر دیا۔ بھارتی پولیس نے ضلع اسلام آباد کے علاقے ہٹمارا سینڈوز کراسنگ میں بھارتی فوج اور پولیس کے ایک مشترکہ ناکے پر ایک عام شہری فاضل احمد وگے کو مجاہد لیبل چسپاں کر کے گرفتار کر لیا۔ ضلع جموں کے نگروٹہ علاقے میں ایک بھارتی فوجی انیل کمار پراسرار طور پر ہلاک ہوگیا ہے۔ جموں خطے کے ضلع ریاسی میں بھارتی پولیس کے ایک افسر نے تاوان کیلئے پورے خاندان کو اغوا کر کے حبس بے جا میں رکھ لیا۔

3 ستمبر 2022ء۔ بھارتی فوج نے ضلع بارہمولہ کے علاقے سوپور میں ایک بے گناہ نوجوان ثاقب شکیل کو مجاہدین کے ساتھ کام کرنے کے الزام میں گرفتار کر لیا ہے۔ ضلع راجوری کے علاقے درہال کے پولیس سٹیشن میں ایک قیدی عبدالمجید کو لاک اپ میں پُراسرار طور پر مردہ پایا گیا۔ ذرائع کے مطابق پولیس نے عبدالمجید کو حراست کے دوران قتل کر دیا ہے۔ ضلع کپواڑہ کے علاقے ٹنگڈار میں بھارتی فوج کا پھینکا ہوا ایک بارودی گولہ پھٹنے سے میاں بیوی شدید زخمی ہوگئے ہیں۔ زخمی ہونے والے میاں بیوی کی شناخت غلام یحیٰی اور ان کی اہلیہ زلیخا بیگم کے طور پر ہوئی ہے جو کرناہ کے علاقے پنگلہ ہاریدل کے رہائشی ہیں۔ ضلع کشتواڑ کے علاقے چرگی دو علاقے میں بھارتی فوج نے ایک عام شہری عبدالواحد کو ایک مجاہد تنظیم کا رکن قرار دے کر گرفتار کر لیا۔

4 ستمبر 2022ء۔ ضلع راجوری کے علاقے نوشہرہ میں نادانستہ طور پر کنٹرول لائن عبور کرنے والے شہری تبارک حسین ساکنہ سبزکوٹ کوٹلی آزاد کشمیر کو دوران حراست شہید کر دیا گیا۔ ضلع کپوارہ کے علاقے کرناہ میں بھارتی فوج کے ایک اہلکار کی مبینہ طور پر دل کا دورہ پڑنے سے موت واقع ہوگئی ہے۔

5 ستمبر 2022ء۔ ضلع شوپیاں کے علاقے ناروپورہ میں بھارتی فوج نے ایک جعلی مقابلے میں ایک عام شہری منظور احمد نینگرو کو گرفتار کرنے کے بعد بے دردی سے شہید کر دیا۔ منظور احمد کا ایک بھائی محمد عباس 2014ء میں بھارتی فوج کے ساتھ ایک جھڑپ کے دوران جام شہادت نوش کر چکا ہے جبکہ ان کے ایک بھائی کو بھارتی پولیس نے بلاوجہ گرفتار کر کے جیل بھیج دیا ہے جہاں وہ اسیری کی زندگی گزار رہا ہے۔

6 ستمبر 2022ء۔ ضلع اسلام آباد کے علاقے پوشکریری علاقے میں حزب المجاہدین سے وابستہ مجاہدین اور بھارتی فوج کے درمیان ایک معرکہ پیش آیا جس کے نتیجے میں بہادری سے لڑتے ہوئے دو مجاہدین دانش احمد بٹ عرف ابوبکر کوکب دوری ولد گلزار احمد بٹ ساکنہ جبلی پورہ بجبہارہ اور بشارت نبی لون عرف ابن قاسم ولد غلام نبی لون ساکنہ فتح پورہ اسلام آباد نے جام شہادت نوش کیا۔ دونوں مجاہدین گذشتہ چار سال سے بھارتی فوج کے خلاف برسر پیکار

تھے۔حزب المجاہدین کے نائب امیر محمد سیف اللہ خالد نے اپنے ایک بیان میں شہداء کو شاندار الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا گیا۔

7 ستمبر2022ء۔۔ضلع اسلام آباد کے بجبہاڑہ کے علاقے تھجواری میں مجاہدین اور بھارتی فوج کے درمیان ایک جھڑپ ہوئی جس کے نتیجے میں دو مجاہدین فیاض احمد کمار ولد محمد رمضان اور اویس احمد خان ولد غلام محمد نے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کرلیا۔ضلع شوپیاں میں بھارتی پولیس نے دو کشمیری نوجوانوں فیضان فیاض بٹ اور یاور نظام میر کو گرفتار کرلیا۔ بھارتی پولیس نے نوجوانوں کی غیر قانونی گرفتاری کا جواز پیش کرنے کے لئے ان پر مجاہدین کے لئے کام کرنے کا الزام لگایا ہے۔

8 ستمبر2022ء۔۔ بھارتی تحقیقاتی ادارے این آئی اے نے ایک جھوٹے مقدمے میں آٹھ بے گناہ کشمیریوں کے خلاف چارج شیٹ دائر کر دی ہے۔ چارج شیٹ ضلع پلوامہ کے رہائشی کشمیریوں نصیر احمد ملک، امتیاز احمد راتھر، رئیس احمد شیخ، یاور رشید گنائی، سہیل احمد خان، شاہد احمد شیر گوجری، عنایت گلزار بٹ اور جہانگیر احمد ڈار کے خلاف دائر کی۔ چارج شیٹ میں مجاہدین کو لاجسٹک سپورٹ اور ٹرانسپورٹ فراہم کرنے جیسے پرانے الزامات عائد کئے گئے ہیں۔

9 ستمبر2022ء۔۔ضلع بڈگام کے علاقے ناگام میں فوجی کیمپ میں ایک بھارتی فوجی بھوپندر سنگھ نے اپنی سروس رائفل سے خود کو گولی مار کر خودکشی کی۔

10 ستمبر2022ء۔۔ضلع بارہمولہ کے قصبے سوپور کے چنکی پورہ میں بھارتی فوج نے میں چار بے گناہ نوجوانوں کو گرفتار کرلیا ہے۔ گرفتار نوجوانوں کی شناخت شاکر اکبر گوجری، محسن وانی، ہمایوں شارق اور فیضان اشرف کے نام سے ہوئی ہے۔ پولیس نے نوجوانوں پر الزام عائد کیا کہ وہ مجاہدین کی تنظیم سے وابستہ تھے۔

11 ستمبر 2022ء۔۔تحقیقاتی ادارے ''این آئی اے'' نے چھ کشمیری نوجوانوں کے خلاف ایک جھوٹے مقدمے میں جموں کی خصوصی عدالت میں فرد جرم دائر کر دی ہے۔ این آئی اے نے کولگام کے گاؤں اڈورہ کے سرپنچ شبیر احمد میر کے قتل کے مقدمے میں چھ نوجوانوں کے خلاف جموں کی اپنی خصوصی عدالت میں فرد جرم دائر کی ہے۔نوجوانوں میں دانش ایاز، فیصل حمید وگے، نثار رشید بٹ، زبیر احمد صوفی، مشتاق احمد یتو اور فاروق احمد بٹ شامل ہیں۔

12 ستمبر2022ء۔۔ضلع شوپیاں کے علاقے ہیف شرمال زینہ پورہ علاقے میں مجاہدین اور بھارتی فوج کے درمیان ایک معرکہ پیش آیا جس کے نتیجے میں ایک مجاہد عاقب احمد پال ولد محمد اکرم پال ساکنہ امام صاحب شوپیاں نے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کرلیا۔جھڑپ میں بھارتی فوج کے کئی اہلکار زخمی ہوگئے۔

13 ستمبر2022ء۔۔ضلع شوپیاں کے علاقے ہیف شرمال علاقے میں جہاں ایک روز قبل مجاہدین اور بھارتی فوج کے درمیان ایک معرکہ پیش آیا جس میں ایک مجاہد شہید اور کئی بھارتی فوجی اہلکار زخمی ہوئے، معرکے کی جگہ بھارتی فوج نے ایک آوارہ شل چھوڑ دیا تھا جو بعد میں پھٹ گیا جس کے نتیجے میں تین معصوم بچے زخمی ہوگئے۔

14 ستمبر 2022ء۔۔سرینگر کے علاقے نوگام کے علاقے میں مجاہدین اور بھارتی فوج کے درمیان جھڑپ ہوئی جس کے نتیجے میں دو مجاہدین شاہد احمد ساکنہ ملپورہ بڈگام اور اعجاز رسول نجار ساکنہ کریم آباد پلوامہ نے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔حزب المجاہدین کے جانبازوں نے ترال پلوامہ کے بٹہ ناگ علاقے میں ایک کارروائی کے دوران بھارتی فوج کے ایک بنکر پر گرینیڈ حملہ کیا جس کے نتیجے میں کئی سی آر پی ایف اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے۔مجاہدین کارروائی کے بعد محفوظ مقام پر پہنچنے میں کامیاب ہوگئے۔

حزب المجاہدین کے جانبازوں نے ترال پلوامہ کے بٹہ ناگ علاقے میں ایک کارروائی کے دوران بھارتی فوج کے ایک بنکر پر گرینیڈ حملہ کیا جس کے نتیجے میں کئی سی آر پی ایف اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے۔مجاہدین کارروائی کے بعد محفوظ مقام پر پہنچنے میں کامیاب ہوگئے

15 ستمبر 2022ء۔۔جموں کے ضلع ریاسی علاقے میں بھارتی پولیس نے ایک نوجوان ظفر اقبال کو مجاہدین کے ساتھ کام کرنے کے الزام میں گرفتار کرلیا۔ تین معروف مذہبی رہنماؤں مولانا عبدالرشید داؤدی، مشتاق احمد ویری، غازی معین الاسلام، فہیم احمد رمضان اور عبدالمجید ڈار المدنی کو کالے قانون پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت گرفتار کرلیا گیا۔ ضلع پونچھ میں ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کونسل کے رکن کے گھر کے باہر ایک پراسرار دھماکہ ہوا ہے۔ضلع کے علاقے سرنکوٹ میں ڈی ڈی سی ممبر سہیل ملک کے گھر کے باہر ہوا۔دھماکے سے ان کی گاڑی کو نقصان پہنچا ہے۔

☆☆☆